ف
147

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

اِس مسئلہ کا بیّن ثبوت

کہ قربانی کی کھالیں تعمیر مساجد اور دیگر مصارف مساجد کیلئے دینا جائز ہے

الفیوضات الحامدیۃ

فی

تعمیرِ المساجد بجلودِ الاضحیۃ

تصنیف

حضرت مولانا مفتی سید محمد ریاض الحسن صاحب جودھپوری

خطیب

جامع مسجد اہل سنت وجماعت امریکن ریلوے ورکشاپ حیدرآباد سندھ

الناشِر:- قاضی محمد المدعو بہ صدر الدین فہیم الواحدی جے پوری

٧٨٦
٩٢

52880

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ قربانی کی کھالیں تعمیر مساجد اور دیگر مصارف مساجد میں صرف ہو سکتی ہیں یا نہیں ؟ بینوا بالکتاب وتوجروا

المستفتی
محمد صدر الدین فہیم بیراٹھی بجے پوری
دو قبر قلعہ حیدر آباد سندھ

الجواب

وباللہ توفیق الصواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً للہ الخالق الاکبر، الذی اوجب علینا الاضحیۃ وامر، فصل لربک وانحر، ومصلیاً ومسلماً علی سیدنا ومولینا محمد سید الخلائق والبشر، الذی ذبح بیدہ الشریف فی یوم الاضحی ونحر، وقال کلوا وتزودوا وادخروا، یسر لنا ولا عسر، وعلی آلہ وصحبہ وازواجہ وذریتہ وعلماء ملتہ واولیاء امتہ الی یوم الفزع الاکبر، آمین۔

بلاشبہ پوست اضحیہ کا صرف تعمیر مساجد و دیگر امور خیر میں جائز و درست ہے اور اس پر متعدد دلائل قائم جن سے اسکا جواز ثابت لازم ہے باللہ التوفیق وبہ نستعین۔

دلیل اوّل شرع مطہرہ سے اسکے عدم جواز پر دلیل نہ ہونا خود دلیل جواز ہے کہ سکوت شارع موجب اباحت ہے نہ کہ موجب حرمت مولیٰ عزوجل ارشاد فرماتا ہے

يا ايها الذين امنوا لا تسئلوا عن اشياء ان تبد لكم تسؤكم وان تسئلوا عنها حين ينزل القرآن تبد لكم عفا الله عنها والله غفور حليم

(پارہ ۷ سورہ مائدہ ۵)

اے ایمان والو بہت سی چیزوں کا سوال نہ کرو اگر ان کا حکم تم پر کھولدیا جائیگا تو تمہیں ناگوار ہوگا اور اگر نزول قرآن حمید کیوقت انکا سوال کروگے تو حکم ظاہر کردیا جائیگا۔ اللہ نے تو تم سے یہ معاف فرمادیا اور اللہ غفور وحلیم ہے ؀

تفسیر خازن شریف میں آیۂ کریمہ کے تحت حدیث نقل فرمائی

عن سلمان قال سئل رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم عن اشیاء فقال الحلال ما احل الله فی کتابه والحرام ما حرم الله فی کتابه وما سکت عنه فهو عما عفا عنه فلا تتکلفوا۔

تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۵۳۹

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے کچھ چیزوں کا سوال کیا گیا فرمایا حلال وہ ہے جو خداوند قدوس نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جو رب نے اپنی کتاب قدیم میں حرام کردیا اور جس سے سکوت فرمایا وہ ان میں سے ہیں کہ اللہ نے معاف فرمایا تو تکلف سے سوال نہ کرو۔

دارقطنی میں ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان الله فرض فرائض فلا تضیعوها وحرم حرمات فلا تنتهکوها وحد حدودا فلا تعتدوها وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنها

مشکوۃ شریف مطبع نظامی دہلی باب الاعتصام ص ۳۱

اللہ تعالی نے کچھ چیزیں فرض فرمائیں انہیں ضائع نہ کرو اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں ان کے نزدیک نہ جاؤ اور کچھ حدیں مقرر کیں ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں سے بغیر نسیان سکوت فرمایا۔ ان میں بحث نہ کرو ؀

سید المفسرین حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور کے چچازاد بھائی ارشاد فرماتے ہیں

فبعث اللہ نبیّہ وانزل کتابہ وحل حلالہ وحرم حرامہ فما احل فھو حلال وماحرم فھو حرام وما سکت عنہ فھو عفو	اللہ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا اور قدیم کتاب قرآن حکیم نازل فرمایا اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام کیا تو جو چیز حلال کیگئی وہ حلال ہے جو حرام فرمائی گئی حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے
مشکوٰۃ شریف باب مایحل اکلہ ص۳۰۷	

بناءعلیہ فقہا کرام نے تصریح فرمائی اصل اشیا میں اباحت ہے فقہ حنفی کی مشہور ومستند کتاب درمختار میں ہے

ان الفقہاء کثیرا مایلھجون بان الاصل الاباحۃ۔	اکثر فقہائے کرام کی نوک زبان پر ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔
(درمختار مصری کتاب الطہارۃ جلد اول ص۹۹)	

حضرت امام علامہ شامی قدس سرہٗ السامی اسکے تحت فرماتے ہیں

وصرح فی التحریر بان المختار ان الاصل الاباحۃ عند الجمہور من الحنفیۃ والشافعیہ (شامی مطبوعہ مصر جلد اول ص۹۸	تحریر میں صراحتاً فرمایا کہ جمہور حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک اصل اشیأ میں اباحت مختار ہے

یہی علامہ ممدوح فرماتے ہیں

فھو داخل تحت قاعدۃ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ	(حُقہ) اس قاعدہ کے تحت داخل ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔
شامی مصری کتاب الاشربہ جلد پنجم ص۳۰۶	

نیز ارشاد فرماتے ہیں

ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمة او الکراهة الذین لا بد لهما من دلیل بل فی القول الاباحة التی هی الاصل (شامی مصری جلد ۵ صـ۲۰۶)	حرمت وکراہت کے ثبوت سے اللہ تبارک وتعالیٰ پر افترا کرنے میں احتیاط نہیں کہ اسکے لیے دلیل ضروری ہے۔ بلکہ احتیاط اباحت کہنے میں ہے کہ وہی اصل ہے۔

جب یہ ثابت ہوگیا کہ پوست اضحیہ مسجد میں دیئے جانے پر شریعت مطہرہ نے ممانعت نہ فرمائی تو کم از کم یہ مباح ہوا اور فعل مباح میں فاعل مختار ہے لہذا مانعین کا حق ممانعت باطل اوسی میں ہے۔

المباح غیر مطلوب الفعل وانما هو مخیر فیها۔ (شامی مصری جلد اول صـ۹۸)	مباح وہ فعل ہے جسکے کرنیکی شریعت نے طلب نہ کی ہو اور بلاشبہ فاعل اسمیں مختار ہے۔

دلیل ثانی قربانی سے مراد ہی اراقة الدم ہے جوہرۂ نیرہ میں ہے۔

کان المراد منها اراقة حاشیہ قدوری مطبوعہ مجتبائی کتاب الاضحیہ صـ۲۴۴	قربانی سے مراد خون بہا دینا ہے

علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

لان القربة فی الاراقة (شامی مصری جلد ۵ صـ۲۸۶)	قربت (عبادت) خون بہا دینے میں ہے

چونکہ اراقة الدم ہی کا نام قربانی ہے لہذا صدقہ واجبہ بھی یہی ہے تنویر الابصار و درمختار میں ہے

(فتجب التضحیة) ای اراقة الدم (رد المحتار مصری جلد ۵ صـ۲۴۳)	قربانی واجب ہے یعنی خون بہانا واجب ہے

حضرت امام علامہ شامی علیہ الرحمۃ اسکے تحت فرماتے ہیں

والدلیل علی انها الاراقة لو تصدق	اراقة الدم کے وجوب پر یہ دلیل ہے

لجلین الحیوان لم یجز
شامی مصری جلد ۵ صـ ۲۷۳

کہ اگر زندہ جانور صدقہ کرے جائز نہیں ۔

جب قربانی اراقتہ الدم ہی ہے اور اراقتہ الدم ہی واجب ہے تو قربانی کے بعد وجوب ساقط ہوگیا اب بقیہ چیزوں کا صدقہ واجب نہیں کہ واجب ادا ہوگیا ۔ لہذا گوشت خود کھائے دوسروں کو کھلائے پوست مسجد میں دیدے یا اور کسی مصرف خیر میں صرف کرے خواہ بعینہ اپنے کام میں لائے یا اس کے عوض ایسی چیز لے جو باقی رہنے والی ہو ۔

دلیل ثالث قربانی کے بعد گوشت و پوست کا قربانی کرنے والا مالک ہے خواہ صدقہ کرے یا نہ کرے جوہرہ میں ہے ۔

وان لم یتصدق بشئ منها اجزاہ
حاشیہ قدوری صـ ۲۳

قربانی میں سے اگر کچھ بھی صدقہ نہ کرے جائز ہے

شامی میں ہے

لو حبس الکل لنفسہ جاز
شامی جلد ۵ صـ ۲۸۲

اگر سارا ہی گوشت اپنے لئے رکھ لے جائز ہے

دلیل رابع گوشت کا اپنے اہل و عیال پر صرف کرنا بلکہ اگر صاحب عیال ہو اور تنگدست ہو تو سب ہی گوشت اپنے عیال پر صرف کر دینا جائز ہے شرح وقایہ میں ہے

وترکہ لذی عیال توسعۃ علیہم
شرح وقایہ محشی بحاشیہ چلپی مطبوعہ کریمیہ مینی جلد ۲ صـ ۱۴۹

عیال دار اپنے عیال پر کشادگی کے لئے صدقہ ترک کر دے ۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے

ان لم یکن صاحب عیال والا فصرفہ الی عیالہ اولی من صرفہ الی الصدقۃ والھدیۃ
طحطاوی مطبوعہ مصر صـ ۳۲۳

(صدقہ اور ہدیہ کرنا اوسوقت ہے جبکہ) صاحب عیال نہو ورنہ اور اسکا اپنے عیال پر خرچ کرنا صدقہ اور ہدیہ سے اولی ہے

در مختار میں ہے

وندب ترکه لذي عيال توسعة عليهم (رد المحتار مصری جلد ۵ ص۲۸۶	مستحب ہے کہ عیالدار اپنے اور اپنے عیال پر کشائش کی خاطر صدقہ ترک کردے ۔

علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے اسکے تحت فرمایا

غیر موسع الحال (شامی مصری جلد ۵ ص۲۸۶	یہ حکم صاحب عیال تنگدست کیلئے ہے ۔

دلیل خامس قربانی کے گوشت میں اغنیا کو بھی کھلانا اور دیدینا جائز ہے وقایہ میں ہے ۔

ویوکل ویهب من شاء (شرح وقایہ جلد ۳ ص۳۴۹	کھلایا جائے اور جسکو چاہے ہبہ کردے

قدوری میں ہے

ویطعم الاغنیاء والفقراء (قدوری ص۲۳۰) اغنیاء اور فقراء کو کھلایا جائے

فتاوی ہندیہ میں ہے

ویطعم الغنی والفقیر جمیعا کذا فی البدائع ویهب منها ما شاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی کذا فی الغیاثیة عالمگیری کتاب الاضحیہ باب خامس مطبوعہ مصر ص۳۰۰	اور قربانی میں سے جو کچھ چاہے غنی فقیر مسلم وذمی کو ہبہ کردے ۔ جیسا کہ غیاثیہ میں ہے ۔

در مختار میں ہے

ولو کل غنیا (رد المحتار ج ۵ ص۲۸۶	اضحیہ میں سے غنی کو بھی کھلایا جائے ۔

دلیل سادس اضحیہ میں سے خود کھانا مستحب ہے مولی عزوجل ارشاد فرماتا ہے

فکلوا منها واطعموا البائس الفقیر (پارہ ۱۷ سورہ حج)	قربانی میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ فقیر کو کھلاؤ ۔

اور فرماتا ہے تبارک و تعالیٰ

فکلوا منها واطعموا القانع والمعتر	خود کھاؤ اور قناعت کرنے والے بھیک
(پارہ ۱۷ سورہ حج)	مانگنے والے کو کھلاؤ ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

کلوا واطعموا وادخروا رواہ الشیخان	کھاؤ کھلاؤ اور جمع رکھو یہ حدیث بخاری
واحمد ردالمحتار جلد ۵ صـ ۲۸۶	وسلم وامام احمد نے روایت کی ۔

فتاوی عالمگیریہ میں ہے

ویستحب ان یاکل من لحم ضحیتہ و	مستحب ہے کہ اپنے اضحیہ میں سے خود کھائے
یطعم منها غیرہ ۔ فتاوی ہندیہ مصری جلد ۵ صـ ۲	اور غیروں کو کھلائے ۔

درمختار میں ہے

ویاکل من لحم الاضحیۃ ردالمحتار مصری جلد ۵ صـ ۲	اضحیہ کے گوشت میں سے کھائے ۔

شامی میں ہے

ویستحب ان یاکل منها شامی مصری جلد ۵ صـ ۲۸۶	اور مستحب ہے کہ قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھائے

ظاہر ہے کہ اگر اس کا تصدق واجب ہوتا تو نہ جمع کرنے کا حق ہوتا نہ عیال پر صرف کی اجازت نہ اغنیاء کو کھلانا جائز ہوتا نہ ذمی کو ہبہ کرنا روا نہ خود تناول کرنے کا استحباب کہ صدقہ واجبہ کا یہی حکم ہے ۔ درمختار میں ہے

ولا الی من بینهما ولاد	زکوٰۃ ان لوگوں پر صرف نہ کرے جنکے اور
ردالمحتار مصری کتاب الزکاۃ باب المصرف ج ۲ صـ ۸۶	زکوٰۃ دینے والے کے درمیان اصول و فروع کا رشتہ ہو

علامہ شامی قدس سرہ السامی اسکے تحت فرماتے ہیں

وکذا کل صدقة واجبة کالفطرة والنذر والکفارات اما التطوع فیجوز بل هو اولی
(شامی مصری جلد دوم صـ٨٦)

ایسے ہر صدقہ واجبہ جیسے صدقہ فطر اور نذر اور کفارات اصول و فروع پر خرچ نہ ہوں گے لیکن صدقات نافلہ کا انپر صرف جائز بلکہ اولی ہے

نیز فرماتے ہیں ،

وان وجبت بہ فلا یاکل منها شیئا ولا یطعم غنیا سواء کان الناذر غنیا او فقیرا - لان سبیلها التصدق ولیس للمتصدق ذالک
شامی مصری کتاب الاضحیہ جلد ٥ صـ٢٨٦

اگر قربانی اپنے پر خود واجب کر لی (نذر مان کر) تو اسمیں سے کچھ نہ کھائے نہ غنی کو کھلائے خواہ نذر ماننے والا غنی ہو یا فقیر اسلئے کہ اسکی راہ صرف صدقہ ہے اور صدقہ کرنے والے کو اس کا حق نہیں .

دلیل سابع طرفہ تر یہ کہ جن اشیا کا استعمال قبل ذبح مضحی کیلئے ناجائز تھا بعد ذبح اون کا استعمال بھی جائز ہے .

تنویر الابصار و در مختار میں ہے

وکره جز صوفها (قبل الذبح لینتفع به فان جزه تصدق به ولا یرکبها ولا یحمل علیها شیئا ولا یؤجرها فان فعل تصدق بالاجرة حاوی الفتاوی لانه التزم اقامة القربة بجمیع اجزائها (بخلاف ما بعده) لحصول المقصود مجتبی (ویکره الانتفاع بلبنها قبله کما فی الصوف
(رد المختار مصری جلد ٥ صـ٢٨٢)

قربانی سے قبل قربانی کے جانور کے بال بغرض انتفاع کاٹنا مکروہ ہے تو اگر کاٹ لے صدقہ کردے اور نہ اوسپر سوار ہو نہ اسپر کوئی بوجھ لادے نہ اسے کرایہ پر دے اگر ایسا کر لیا تو اجرت صدقہ کرے یہ حاوی الفتاوی میں ہے اسلئے کہ اس نے اسکے تمام اجزا کے ساتھ اقامت قربت کا التزام کیا ہے بخلاف ما بعد کہ مقصود حاصل ہو چکا یہ مجتبی میں ہے اور اس جانور کے دودھ سے بھی نفع حاصل کرنا قبل ذبح مکروہ ہے جسطرح اون اور بالوں سے انتفاع مکروہ ہے .

دلیل ثامن اور تو اور خود کھال کو مضحی اپنے استعمال میں لا سکتا ہے اگر اسکا صدقہ واجب ہوتا تو اسکی کھال صدقہ کرنا واجب ہوتا۔ شرح وقایہ میں ہے۔

ویتصدق بجلدها او یعمل آلة کجراب اوخف اوفروا و یبدله بما ینتفع به باقیا لا بما ینتفع به مستهلکا

(شرح وقایہ جلد دوم صـ۱۴۹)

جلد کو صدقہ کر دے یا اس کا کوئی آلہ مثل جراب یا موزہ یا پوستین کے بنا لے یا کسی ایسی چیز سے بدل لے جسے باقی رکھتے ہوئے نفع حاصل کیا جائے۔ ایسی چیز سے نہ بدلے کہ جسے ہلاک کر کے نفع اٹھایا جائے

فتاوی ہندیہ میں ہے

ویتصدق بجلدها او یعمل منه غربال و جراب ولا بأس بان یشتری به ما ینتفع بعینه مع بقائه استحسانا وذلك مثل ما ذکرنا ولا یشتری به ما لا ینتفع الا بعد الاستهلاك

(فتاوی عالمگیری جلد ۵ مطبوعہ مصر صـ۳۰۱

اسکی جلد کو صدقہ کرے یا اسکی چھلنی اور جراب بنائی جائے اور اسمیں بھی حرج نہیں کہ اسکے بدلے میں ایسی چیز خرید لی جائے جسے بعینہ باقی رکھتے ہوئے نفع حاصل کیا جائے استحسانا یہ اسکے مثل ہے جو ہم نے بیان کیا اور اسکے بدلے میں ایسی چیز نہ خریدے جسے ہلاک کرنے کے بعد نفع حاصل کیا جائے،

دلیل تاسع احکام گوشت پوست آپسمیں ایک دوسرے پر قیاس کئے جاتے ہیں فقہائے کرام نے احادیث میں جلد کا حکم دیکھکر گوشت کو اسپر قیاس فرمایا۔ درمختار میں ہے

ولا یعطی اجر الجزار منها لانه کبیع و استفیدت من قوله علیه الصلوة والسلام من باع جلد اضحیته فلا اضحیة له

ردالمحتار مصری جلد ۵ صـ۲۸۵

قربانی میں سے قصاب کو اجرت نہ دی جائے کیونکہ بیع کی طرح ہے اور حضور کے فرمان مقدس سے مستفاد کہ جسنے اپنی قربانی کی کھال فروخت کی اسکی قربانی نہیں ہے۔

شامی میں اس کے تحت فرمایا.

لان کلا منہا معاوضۃ	اسلئے کہ گوشت و پوست میں سے اجرت
شامی مصری جلد ۵ صـ۲۸۷	دیا جانا معاوضہ ہے.

یونہی شرح وقایہ میں ہے

فاذا کان الحکم فی الجلد ھذا فاسوا	جب جلد کے متعلق یہ حکم ہے کہ (غیر مستہلک چیز
علیہ اللحم (شرح وقایہ جلد ثانی صـ۱۳۵	سے بدلی جائے مستہلک نہیں) اسی پر گوشت کو قیاس کیا.

دلیل عاشر فقہائے کرام کی ان تصریحات کے پیش نظر ہر سلیم الطبع یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ وجوب صرف اراقۃ الدم کا ہے گوشت پوست کا تصدق واجب نہیں بنا بریں زمانہ قریب کے ایک مولوی عبد الحئی صاحب لکھنوی کہ حضرات مانعین جنہیں مانتے ہیں اپنے فتاوی میں صراحۃً پوست کا صدقہ نافلہ ہونا بیان کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں

پر ظاہر کہ تصدق بچرم اضحیہ از قبیل تطوعات	ظاہر ہے کہ پوست اضحیہ کا صدقہ از قبیل
است و صدقہ تطوع محکوم علیہ بحرمت صرف	مستحبات ہے اور صدقہ مستحبہ کا صرف
آں بر بنی ہاشم نیست اینچنیں احکام از خصائص	بنی ہاشم وغیرہ پر محکوم بحرمت نہیں. اس
زکوٰۃ ہستند	قسم کے احکام خصوصیات زکوٰۃ سے
مجموعہ فتاوی مولوی عبد الحئی مطبوعہ یوسفی فرنگی محل لکھنوی جلد ۲ صـ۳۰۶	ہیں.

اسی میں چند سطور کے بعد

صدقۂ تطوع بر بنی ہاشم صرف کردن جائز	صدقۂ نافلہ بنی ہاشم پر صرف کرنا جائز ہے
است و ہمیں است مذہب جمہور و تصدق بچرم	اور یہی مذہب جمہور ہے اور پوست اضحیہ کا
اضحیہ نیز تطوع است لاجرم بر ایشاں صرف	صدقہ بھی صدقۂ نافلہ ہے لامحالہ اس کا صرف

آں جائز خواہد شد۔	ان پر جائز ہوگا۔

اسی فتوے کے آخر میں ہے

چوں تصدیق بچرم اضحیہ از قبیل تطوعات است لاجرم نقل آں مکروہ نخواہد شد	جب پوست اضحیہ کا صدقہ صدقات نافلہ قبیل سے ہی لاجرم اسکا ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا مکروہ ہوگا

تلک عشرۃ کاملۃ

جب یہ ثابت ہو گیا کہ پوست اضحیہ کا صدقہ صدقۂ واجبہ نہیں بلکہ صدقۂ نادار ہے تو مسجد میں اسکے عدم صرف کی کوئی وجہ وجیہہ نہیں بلکہ مساجد کیلئے یہ جسقدر چندہ وغیرہ ہو رہا ہے یہ سب صدقۂ نافلہ ہی میں تو داخل ہیں اگر صدقۂ نافلہ کا عدم جواز تسلیم کر لیا جائے تو پھر تعمیر مساجد کی سبیل ہی نہ رہے اصولاً تو اسیقدر کافی تھا لیکن مزید اطمینان کے لئے ہم حضرات مانعین کے شبہات کا ازالہ بھی مناسب سمجھتے ہیں خداوند کریم حق بولنے حق سمجھنے اور حق سننے کی توفیق عطا فرمائے آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

شبہ اوّل غنی اور مسجد کا ایک حکم ہے اور چونکہ غنی کو کھال نہیں دیجاتی لہٰذا مسجد کو بھی نہیں دیجا سکتی۔

ازالہ غنی کو کھال نہ دینا اور ہے اور نہ دیا جا سکنا اور شریعت مطہرہ نے کہیں اسکی ممانعت نہ فرمائی بلکہ دلیل خاص میں عالمگیری کی عبارت گذری ویہب منہا ما شاء للغنی والفقیر قربانی میں سے جو کچھ چاہے غنی اور فقیر دونوں کو دے ھا کے عموم میں کھال بھی داخل اور یہ اس باب میں نص صریح ہے۔

شبہ دوم اگر غنی کو کھال دے بھی دیجائے تو اسے فروخت کا حق نہ ہوگا جیسے خود مضحی کو فروخت کرنیکا حق نہیں ہے۔ یونہیں مسجد میں کھال دیجاسکے گی لیکن مسجد اُسے فروخت نہیں کرسکتی۔

ازالہ اولاً اسپر دلیل درکار۔ ثانیاً یہ کس نے کہا کہ قربانی کرنے والے کو بہر صورت کھال بیچنا ممنوع ہے۔ ممانعت صرف اوس صورت میں ہے جبکہ اپنی ذات یا اپنے عیال پر صرف کرنے کیلئے بیچے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے

ولا یبیعہ بالدراھم لینفق الدراہم علی نفسہ وعیالہ

عالمگیری کتاب الاضحیہ باب سادس جلد ۵ صـ۳۰۱ مطبوعہ مصر

اپنے نفس اور عیال پر خرچ کرنے کے لئے چرم قربانی کو دراہم کے بدلے نہ بیچے

ہاں اگر کسی کار خیر میں صرف کیلئے درہموں کے بدلے کھال فروخت کی بلاشبہ جائز ہے اسی میں ہے۔

ولو باعھا بالدراھم لیتصدق بہ جاز لانہ قربۃ کالتصدق کذا فی التبیین

عالمگیری مصری جلد ۵ صـ۳۰۱

اگر کھال کو درہموں سے بیچا کہ تصدق کریگا تو جائز ہے اسلئے کہ جیسے کھال صدقہ کرنا قربت ہے یونہی کھال کے درہموں کا صدقہ کرنا بھی قربت ہے ایسا ہی تبیین میں ہے

ثالثاً بالفرض آپ ہی کی بات مان لی جائے کہ خود مضحی کسی صورت میں بھی کھال فروخت نہیں کرسکتا پھر بھی غنی پر اس کا کیا اثر مضحی کے احکام اور غنی کے اور اعتراض سے قبل شامی ہی کو ملاحظہ فرمالیا ہوتا تحریر فرماتے ہیں۔

واذا دفع اللحم الی فقیر بنیۃ الزکوۃ

اگر فقیر کو گوشت قربانی بہ نیت زکاۃ دیا ظاہر روایت

لا یجب عنها فی ظاهر الروایۃ لکن
اذا دفع للغنی ثم دفع الیہ بنیتها
یجب (شامی مصری جلد خامس کتاب الاضحیہ ص۲۸

روایت میں کافی نہیں لیکن اگر غنی کو دیدیا
گیا پھر اس نے فقیر کو بہ نیت زکاۃ دے دیا
کافی ہے۔

شبہ سوم غنی کو کھال تو دیجا سکتی ہے لیکن اوسے بیچکر اوسکی قیمت اوسے پیش کرنا اسکی کسر شان ہے۔ اسیطرح مسجد میں کھال دیجا سکتی ہے لیکن اسے فروخت کرکے مسجد میں لگانا ناجائز ہے۔

ازالہ اولاً شرع مطہرہ سے اسپر دلیل کیا ثانیاً عموماً مسجد میں کھال ہی دیجاتی ہے ثالثاً ابھی عالمگیری سے نقل ہوا کہ اس نیت سے خود معطی کو فروخت کرنا جائز ہے رابعاً مسجد والے اگر فروخت کریں تو اوپر والی شامی کی عبارت اوسکی دلیل ہے خامساً غنی کیلئے چندہ کرنا بھی اسکی کسر شان ہے لیکن مسجدیں عموماً چندہ ہی سے بن رہی ہیں اگر یہ وجہ ممانعت ہے تو پھر مسجد کیلئے چندہ کی ممانعت کا بھی اعلان فرمائیں اگر آپ یوں کہیں کہ مسجد خود چندہ نہیں کرتی بلکہ ہم اوسکے لئے چندہ کرتے ہیں اسلئے جائز ہے۔ اس بنا پر اگر مسجد کا چندہ جائز ہے تو یہ کلیہ کھالوں میں بھی جاری کہ نہ کھالیں مسجد خود جمع کرتی ہے نہ فروخت کرتی ہے بلکہ ہم لوگ یہ امور انجام دیتے ہیں لہذا یہ بھی جائز ہے۔

شبہ چہارم جب یہ صدقۂ مستحبہ ہے تو اپنے استعمال میں کیوں نہیں لاسکتا

ازالہ سبحان اللہ ابھی دلیل ثامن میں گزرا کہ کھال کو استعمال کرسکتا ہے ڈول مشک وغیرہ بنا سکتا ہے اور شبہ ہشتم میں اور عبارات اسی قسم کی آتی ہیں۔ ہاں کھال کو فروخت کرکے اسکی قیمت کے پیسے اپنے اور اپنے عیال پر صرف نہیں کرسکتا کہ

اس نے اضحیہ کے تمام اجزاء سے تقرب کا قصد کیا ہے اور اب اسے فروخت کرنا منافیٔ تقرب و خلوص ہے گویا کہ اپنے جانور کی قیمت پھر سے وصول کر رہا ہے تو وہ عبادت و خلوص کہاں رہا اور شرعاً مطالبہ عبادت و خلوص کا ہے مولیٰ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولکن ینالہ التقوی منکم (پارہ ۱۷ سورۂ حج)	اللہ کو نہ قربانی کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون لیکن اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

تفسیر مدارک شریف میں اسکے تحت فرمایا

لن یرضی المضحون والمتقربون ربهم الا بمراعاة النية والاخلاص ورعاية شروط التقوى۔ مدارک شریف مصری علی ہامش الخازن جلد ۳ صفحہ ۳۱۰	قربانی کرنے والے تقرب رب چاہنے والے خلوص نیت و شرط تقویٰ کی رعایت کے بغیر اپنے رب کو ہرگز راضی نہیں کر سکتے۔

حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ تقویٰ و خلوص کی تعلیم دینے والے اور نفوس کا تزکیہ فرمانے والے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں۔

من باع جلد اضحيته فلا اضحية له کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ کتاب العیدین والاضحیہ صفحہ ۱۸۸	جس نے اپنی قربانی کی کھال بیچی اسکی قربانی قبول نہیں۔

شرح وقایہ میں ہے

لکن التبدیل بالدراهم قمول (شرح وقایہ جلد دوم صہ ۱۴۸)	کھال کو درہموں سے تبدیل کرنا ممنوع ہے

یہ وہ پہلی مصلحت تھی کہ جس کے باعث کھال فروخت کر کے اوس کے پیسے اپنے صرف میں لانے کی ممانعت فرمائی گئی اگر اس کا جواز رکھا جاتا تو مضحی گوشت و پوست بیچکر جانور کی قیمت وصول کر لیتا جو روح عبادت کے خلاف تھا دوسری مصلحت اسمیں یہ تھی کہ صلہ رحمی وغربا پروری کا سلسلہ بالکل ختم ہو جاتا جب ادھی گوشت و پوست سب بیچ دیا تو غربا کو کیا دیتا اسلئے ابتداء اسلام میں حکم دیا گیا تھا کہ تین دن کا گوشت اپنے پاس رکھکر باقی سب صدقہ کر دو پھر بعد میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ حکم منسوخ فرما دیا۔

موطائے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نھی عن اکل لحوم الضحایا بعد ثلثۃ ایام ثم قال بعد ذلک کلوا وتزودوا وادخروا۔ مصفی دمسوی شرحین موطا امام مالک علیہ الرحمۃ مطبوعہ فاروقی دہلی صہ ۱۸۲	بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا پھر اسکے بعد یہ فرمایا کھاؤ اور توشہ بناؤ اور جمع رکھو۔

مسجد میں کھال دینا منافی خلوص و تقوی نہیں بلکہ عین خلوص و تقوی ہے مولی تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب (پارہ ۱۷ سورہ حج)	جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اسکے دل کے تقویٰ سے ہے۔

[illegible] اپنے نفس وعیال پر خرچ کرنے کیلئے بیچے جیساکہ فتاوی ہندیہ سے گذرا

بخاری مسلم نے بروایت حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ثالث حدیث بیان کی کہ فرماتے ہیں۔

انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول من بنی مسجدا یبتغی بہ وجہ اللہ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ (کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ صـ۵

میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس نے رضائے الٰہی کا طالب ہو کر مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اوسکے لیئے جنت میں گھر بنائیگا۔

صلۂ رحمی و غربا پروری بھی اسکا کچھ اثر نہیں کہ گوشت کے تین حصے مقرر فرما دیئے گئے ایک خود کیلیئے دوسرا اقربا و احباب کیلئے تیسرا حصّہ غربا و فقرا کیلئے شامی میں ہے۔

الافضل ان یتصدق بالثلث ویتخذ الثلث ضیافۃ لاقربائہ واصدقائہ ویدخر الثلث (شامی مصری جلد۵ صـ۲۸۶

افضل یہ ہے کہ تیسرا حصّہ صدقہ کرے اور تہائی حصّے سے عزیز و احباب کی ضیافت کرے اور تہائی حصہ جمع رکھے۔

جب یہ حصے مقرر ہو چکے تو اب کھال کے متعلق یہ مختار رہا خواہ بعینہ اپنے استعمال میں لائے خواہ غربا کو دیدے خواہ کسی اور مصرف خیر میں صرف کرے۔

شبہ پنجم مسجد کیلیئے کھال متولی کو دینا گویا اوسے اپنا وکیل بنانا ہوا کہ متولی اوسے فروخت کرکے مسجد میں لگائے اور جب یہ خود فروخت نہیں کر سکتا تو وکیل کیونکر سکیگا

ازالہ اولاً نہ وکیل بنایا جاتا ہے نہ یہ مقصد ہوتا ہے بلکہ لبسا اوقات معطی کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ متولی کون ہے۔ نہ خبر ہوتی ہے کہ متولی حامل شرائط وکالت ہے بھی یا نہیں نہ اوسکا یہ مقصود کہ اسے خاص متولی ہی فروخت کرے بلکہ بعض دفعہ

متولی صاحب موجود بھی نہیں ہوتے مضحی کھال لاکر حدود مسجد کے کسی گوشہ میں ڈال جاتا ہے اوسے اس سے کوئی مطلب نہیں ہوتا کہ اسے متولی فروخت کرے یا امام مسجد یا اہل محلہ بلکہ اوسکا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ بعد فروخت مسجد میں لگ جائے ۔ ثانیًا فرض کرو کہ مضحی ہی کا وکیل سہی پھر جب مضحی خود کارخیر میں صرف کیلئے بیچ سکتا ہے جیسا کہ عالمگیری سے گزرا تو خود تمہارے قول سے بھی وکیل کا تصرف جائز ہوگا کہ خود مضحی کی بیع کا عدم جواز وکیل کے تصرف کا عدم جواز تم نے ثابت کیا جب کارخیر کیلئے اسکی بیع جائز تو وکیل کا تصرف بھی نافذ ثالثًا بزعم باطل یونہی سہی کہ کارخیر میں صرف کیلئے بھی مضحی فروخت نہ کرسکے پھر تمہیں کیا نافع اور ہمیں کیا مضر کہ وکیل وہ تصرفات کرسکتا ہے جو کسی ممانعت کے باعث مؤکل نہ کرسکے در مختار میں ہے ۔

وصح توكيل ………	اور صحیح ہے وکیل کرنا ………
……… محرم حلالا	………
ببيع صيد وان امتنع عنه المؤكل لعارض النهي ۔	محرم کا غیر محرم کو شکار بیچنے کیلئے اگرچہ مؤکل عارضہ نہی کے باعث ممنوع ہے ۔
رد المحتار مصری کتاب الوکالہ جلد ۴ ص ۵۵۵	

شبہ ششم جب کھال مسجد میں دیدیجئے تو اب مسجد کی ملک ہوگئی اور ملک مسجد فروخت نہیں ہوسکتی ۔

ازالہ اولاً مضحی کا منشاء ہی اسے فروخت کرکے مصالح مسجد میں لگانے کا ہوتا ہے نہ کہ کھالوں کا مسجد میں انبار کرنا ثانیًا مسجد کے متولی کو اس قسم کے تصرفات کا حق ہوتا ہے اور اسکا تقرر انہیں اغراض کے تحت ہوتا ہے "تاتارخانیہ میں ہے

ان اهل المسجد لو اتفقوا على نصب رجل متوليا لمصالح المسجد فعند المتقدمين يصح ولكن الافضل كونه باذن القاضي ثم اتفق المتاخرون ان الافضل ان لا يعلموا القاضي في زماننا لما عرف من طمع القضاة في اموال الاوقاف (شامی مصری کتاب الوقف جلد ۳ صـ ۵۲۲	بیشک اگر اہلِ مسجد نے اتفاق کیا ایک شخص کو مصالح مسجد کے لئے متولی بنانے پر تو متقدمین کے نزدیک صحیح ہے لیکن افضل یہ ہے کہ باذن قاضی ہو پھر متاخرین نے اتفاق فرمایا کہ قاضی سے معلوم نہ کریں ہمارے اس زمانہ میں جبکہ اموال اوقاف میں قضاۃ کی طمع پہچان لی گئی۔

بحر و نہر میں ہے

اذا اجتمعوا على رجل وجعلوه متوليا بغير امر القاضي يكون متوليا شامی مصری باب احکام مسجد جلد اول صـ ۶۱۴	اہل محلہ جب ایک آدمی پر متفق ہوگئے اور اوسے بغیر امر قاضی متولی بنا لیا وہ متولی ہوگیا۔

ثالثا پوست اضحیہ ایسی ہی چیز ہے کہ جسے بیچکر ہی مسجد میں لگایا جاتا ہے مسجد کا ڈول یا اسکی دریوں کی گوٹ تین چار یا دس پندرہ کھالوں میں اتمام پذیر ہونگی نہ کہ اسقدر کثیر۔ اسکی نظیر مسجد کے پھل ہیں کہ انہیں بھی فروخت ہی کرکے انتفاع حاصل کیا جاتا ہے درمختار میں ہے۔

غرس في المسجد اشجار تثمر ان غرس للسبيل فلكل مسلم الاكل والا فتباع لمصالح المسجد ردالمحتار مصری کتاب الوقف جلد ۳ صـ ۵۲۵	مسجد میں درخت بوئے گئے جو پھل دیتے ہیں اگر نمازیوں کے کھانیکے لئے بوئے گئے تو ہر مسلمان کو ان کا کھانا روا ہے ورنہ انہیں مصالح مسجد کیلئے بیچا جائے گا۔

حضرت امام علامہ شامی قدس سرہ السامی اسکے تحت فرماتے ہیں

اذا لم يعرف الشرط ان ياخذها المتولی لبيعها ويصرفها فی مصالح الوقف (شامی مصری کتاب الوقف جلد ۳ صہ ۵۲۲)

جب شرط نہ پہچانی گئی توپھل متولی حاصل کرے اونہیں فروخت کرنے کیلئے اور مصالح وقف میں صرف کرے ۔

مصالح وقف مسجد کی تفصیل جبیں اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ مبارکہ التحریر الجید فی حکم المسجد میں ہے من شاء فلیرجع الیہ

شبہ ہفتم جب گوشت کا صدقہ مستحبہ ہونے پر قیاس کرکے پوست کو صدقہ مستحبہ قرار دیا گیا تو پوست کو مسجد میں دیتے ہوئے دیکھکر گوشت کو بھی اوسپر قیاس کیا جائے اور گوشت بھی مسجد میں دیا جائے تاکہ اوسے بیچکر اوسکی قیمت مسجد میں لگائی جائے ۔

ازالہ اولاً یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ گوشت کھانیکی چیز ہے پوست کو کوئی مسلمان نہیں کھاتا ہے ثانیًا ہدیہ وضیافت احباب کا سلسلہ اس سے منقطع ہوتا ثالثًا عید اضحیٰ کے مبارک دن ضیافت الہیہ کے دن ہیں اس ضیافت کی قدریوں بھی ہے کہ قربانی کے گوشت کو خرید وفروخت کئے بغیر استعمال کیا جاتا ہے رابعًا امراء کے دسترخوانوں پر ان دنوں میں گوشت پلاؤ اور کباب سیخ ہونے اور غریبوں کی روٹی پر چٹنی ۔ اسلام نے مساوات کا سبق پڑھایا خامسًا بیع گوشت کا مسئلہ خود علما میں مختلف فیہ ہے ۔ لہذا احتیاط اجتناب میں پائی گئی حضرت امام علامہ شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں ۔

ليس له بيعها بمستهلك وان له

مضحی کو یہ حق نہیں کہ کھال اور گوشت مستہلک

بیع الجلد بما تبقی عینه وسکت عن بیع اللحم للخلاف فیه ففی الخلاصه وغیرها لو اراد بیع اللحم لیتصدق بثمنه لیس له ذلك ولیس له فیه الا ان یطعم او یاکل

(شامی مصری جلد ۵ صـ۲۸۷)

چیز کے عوض بیچے اور یہ حق حاصل ہے کہ جلد کو ایسی چیز کے عوض بیچدے جو بعینہٖ باقی رہے، صاحب در مختار نے گوشت کی بیع سے اسلئے سکوت فرمایا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے خلاصہ وغیرہ میں ہے اگر گوشت کے بیچنے کا ارادہ کیا تاکہ اسکی قیمت صدقہ کردے اسکو یہ حق نہیں اور اس معاملہ میں اسکے لئے یہی حکم ہے کہ کھلائے یا کھائے

حتیٰ کہ وہ علما، جو بیع لحم کے قائل ہیں خود انہیں بھی اختلاف ہے بعض نے فرمایا کہ گوشت کی بیع مستھلک چیز سے جائز ہے اور غیر مستھلک سے جائز نہیں اگرچہ مذہب صحیح یہی ہے کہ گوشت کی بیع بھی مستھلک سے جائز نہیں اور غیر مستھلک سے جائز ہے

فتاوی ہندیہ میں ہے

لو اشتری بلحم الاضحیة جرابا لا یجوز ولو اشتری بلحمها حبوبا جاز ولو اشتری بلحمها لحما جاز قالوا، والاصح فی هذا انه یجوز بیع الماکول بالماکول وغیر الماکول لغیر الماکول ولا یجوز بیع غیر الماکول بالماکول ولا بیع الماکول لغیر الماکول

اگر اضحیہ کے گوشت سے جراب خریدی جائز نہیں اور اگر اس کے گوشت سے غلہ خریدا جائز ہے اور اگر اسکے گوشت سے گوشت خریدا جائز ہے علمانے فرمایا اس (طور) پر اس مسئلہ میں صحیح یہ ہے کہ ماکول کی بیع ماکول کے ساتھ جائز ہے اور غیر ماکول کی غیر ماکول کے ساتھ جائز اور غیر ماکول کی بیع ماکول کے ساتھ جائز نہیں اور نہ ماکول کی غیر ماکول سے فتاوی ظہیریہ

هکذا فی الظهیریة وفتاوی قاضیخان
عالمگیری کتاب الاضحیه باب سادس جلد ۵ صـ ۳۰۱

اور فتاوی قاضی خاں میں ایسا ہی ہے

حالانکہ خود اسی عالمگیری میں مذہب صحیح یہ بیان فرمایا گیا

واللحم بمنزلة الجلد فی الصحیح حتی لا یبیعه بما لا ینتفع به الا بعد الاستهلاک (عالمگیری کتاب الاضحیه جلد ۵ صـ ۳۰۱

اور گوشت کا حکم، کھال کی طرح ہے مذہب صحیح میں یہاں تک کہ اسکو اس چیز سے نہ بیچے کہ جسے ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جائے

علامہ شامی قدس سرہ السامی رد المحتار میں فرماتے ہیں

والصحیح کما فی الهدایه وشروحها انهما سواء فی جواز بیعهما بما ینتفع بعینه دون ما یستهلک وایده فی الکفایه بما روی ابن سماعة عن محمد لو اشتری باللحم ثوبا فلا باس بلبسه ۔

شامی مصری جلد ۵ صـ ۲۸۷

صحیح وہ ہے جو ہدایہ اور اسکی شرحوں میں ہے کہ گوشت و پوست جواز بیع میں یکساں ہیں اوس چیز سے جسے بعینہٖ باقی رکھکر نفع حاصل کیا جائے بخلاف اس چیز کے کہ جسے ہلاک کر کے نفع اٹھایا جائے اور کفایہ میں اسکی اس دلیل سے تائید کی جو کہ ابن سماعہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ اگر گوشت کے عوض کپڑا خریدا گیا تو اسکے پہننے میں حرج نہیں

اس اختلاف کے پیش نظر گوشت کا مسجد میں نہ دیا جانا ہی احتیاط ہے بخلاف پوست کے اوسکے لئے صریح جزیہ فتاوی عالمگیری سے شبہ دوم میں گزرا الو باعها بالدراهم لیتصدق به جاز (انتهی)

شبہ ہشتم درمختار میں ہے ویتصدق بجلدها قربانی کی کھال صدقہ کیجائے کیونکہ یہاں تصدق کرنا بتایا گیا ہے لہذا صدقہ ہی کرنا ہوگا مسجد میں نہیں لگائی جاسکتی

52880

اور نہ ہی کسی اور مصرف میں صرف کیجا سکتی ہے اس لئے صدقہ سے مراد صدقہ واجبہ ہی ہوتا ہے۔

ازالہ یہ مانعین کا وہ چوٹی کا اعتراض ہے جو پاکستان سے لیکر ہندوستان تک اچھالا جا رہا ہے۔ لہذا ہم بھی اسپر قدرے تفصیل سے کلام کریں۔ اقول وباللہ التوفیق عبارت درمختار پیش کرنے میں حضرات مانعین نے تدبر سے کام نہ لیا ورنہ اس باب میں اسے پیش کرنے کی جراٴت ہرگز نہ کرتے اولاً صاحب درمختار اور اس کے ماتن صاحب تنویر الابصار یہاں بیان مستحبات فرما رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

(ویاکل من لحم الاضحیۃ ویوکل غنیا ویدخر وندب ان لا ینقص التصدق عن الثلث) وندب ترکہ لذی عیال توسعۃ علیہم (وان یذبح بیدہ ان علم ذلک والا) یعلمہ (شہدھا) بنفسہ ویامر بالذبح کی لا یجعلہا میتۃ (وکرہ ذبح الکتابی) واما المجوسی فیحرم لانہ لیس من اہلہ درر (ویتصدق بجلدھا)

ردالمحتار کتاب الاضحیہ جلد ۵ صفحہ ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸

اور قربانی کے گوشت میں سے خود کھائے اغنیاء کو کھلائے اور جمع کر رکھے اور مستحب ہے کہ صدقہ تہائی سے کم نہ کرے اور مستحب ہے کہ تنگدست عیالدار اپنے عیال پر وسعت کی غرض سے صدقہ کو ترک کر دے اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے جبکہ ذبح کرنا جانتا ہو اور اگر نہ جانتا ہو تو خود موجود رہے اور دوسرے کو ذبح کرنیکا حکم دے تاکہ ناواقف قربانی کو مردہ نہ بنا دے کتابی کا ذبیحہ مکروہ ہے لیکن مجوسی کا ذبیحہ حرام ہو جائیگا کہ وہ اسکا اہل ہی نہیں یہ درر میں ہے اور قربانی کی جلد کو صدقہ کرے

ظاہر ہے کہ گوشت قربانی کا تناول کرنا اغنیاء کو کھلانا ذخیر کر رکھنا صدقہ تہائی

سے کم نہ ہونا تنگدست عیالدار کا اپنے اہل کیلئے روک رکھنا اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا خود موجود رہنا انمیں سے ایک چیز بھی واجب نہیں تو کھال کا صدقہ کیونکر واجب ہوگیا۔ حالانکہ اسی ضمن میں اوسکا بھی بیان ہے ثانیًا اسی میں ویتصدق بجلدھا کے بعد فرمایا۔

او یعمل منہ نحو غربال وجراب و قربۃ وسفرۃ ودلو او یبدلہ بما ینتفع بہ باقیا کما مر لا بمستہلک

(ردالمحتار مصری جلد ۵ صـ۲۸۷)

یا اس کھال سے جراب مشک دستر خوان یا ڈول بنا لیا جائے یا اسکو ایسی چیز سے بدل دے جسکو باقی رکھتے ہوئے اس سے فائدہ حاصل کیا جاسکے جیسا کہ گذرا مستہلک چیز سے نہ بدلے۔

اس جزیہ کے باوجود یہ کہنا کہ کھال کسی اور کام میں نہیں آ سکتی کسقدر دلیری ہے اور جب خود وہ اپنے استعمال میں لاسکتا ہے تو مسجد میں دینا تو کار خیر میں دینا ہے یہ کیونکر ناجائز ہوگا اگر اسکا تصدق صدقہ واجبہ ہوتا تو اپنے استعمال کی کہاں راہ تھی۔ ثالثًا اسی ویتصدق بجلدہا کے تحت علامہ شامی فرماتے ہیں۔

ویتصدق بجلدھا وکذا بجلالہا وقلائدھا فانہ یستحب اذا اوجب بقرۃ ان یجللہا و یقلدھا واذا ذبحہا تصدق بذالک کما فی التاتارخانیہ

(شامی مصری جلد ۵ صـ۲۸۷)

اور جلد کو صدقہ کرے ایسے ہی اسکے جھول اور ہار و گلوبند کو صدقہ کرے کہ بیشک یہ مستحب ہے کہ جب اپنے گائے واجب کی تو اسے جھول ہار گلوبند پہنائے اور جب اسے ذبح کی تو انکو صدقہ کردے جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے۔

لفظ کذا نے بتایا کہ جو حکم کھال اور جھول کے تصدق کرنے کا ہے وہی جلد کے تصدق کا اور یستحب سے ظاہر کہ یہ چیزیں اسے پہنانا بھی مستحب اور

اور بعد ذبح تصدق بھی مستحب اس تصریح صریح کے بعد اسے صدقہ واجبہ ٹھہرانا خواہ مخواہ مطلب کو بگاڑنا نہیں تو اور کیا ہے خود حضرات مانعین نے آجتک ہار اور حصول کے وجوب تصدق کا فتوی صادر نہ فرمایا۔ اگر آج سے پہلے کوئی اس کے وجوب پر فتوی دیا ہو تو بتائیں لیکن اسکا ثبوت ضروری ہوگا کہ ان کا وہ فتوی اس تحریر کے مطالعہ سے قبل کا ہے (رابعًا) صدقہ کے متعدد معنی ہیں کما لا یخفی من طالع کتب اللغات ان میں سے صرف ایک معنی خاص میں خلاف تصریحات فقہائے کرام اسے محصور کر دینا یقینًا انصاف سے بعید ہے خامسًا لفظ صدقہ کا اطلاق صدقات مستحبہ پر خود قرآن عظیم واحادیث کریمہ وکلمات مفسرین کرام ومحدثین عظام وفقہائے انام میں شائع وذائع ہے قرآن حکیم میں ارشاد ہوا۔

ان تبدوا الصدقات فنعما ھی وان تخفوھا وتؤتوھا الفقرآء فھو خیر لکم (پارہ ۳ سورۂ بقر)	اگر صدقات ظاہر کرکے دو تو اچھا ہے اور اگر چھپا کر فقراء کو دو تو تمہارے لئے سب سے اچھا ہے۔

سید المفسرین حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان تخفوہا کے تحت فرماتے ہیں۔

تسروھا یعنی التطوع تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس مصری ص۳۲	تخفوہا کے معنی یہ ہیں کہ اسکو چھپا کے دو یعنی صدقہ نافلہ کو۔

حضرت امام علامہ علاؤ الدین علی ابن محمد بن محمد ابراہیم بغدادی علیہ الرحمۃ تحت آیۂ کریمہ ان تبدوا الخ اظہار صدقہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

اى تظهروا الصدقات والصدقة ما يخرجه الانسان من ماله على وجه التقرب فيدخل فيه الزكوٰة الواجبة وصدقة التطوع

(تفسیر خازن شریف مصری جلد اول صـ ۲۱۳

یعنی مراد آیت یہ ہے کہ صدقات ظاہر کرو اور صدقہ یہ ہے کہ انسان اپنے مال میں سے بغرض عبادت کچھ حصہ نکالے تو اس آیت میں زکوٰۃ واجبہ اور صدقۂ نافلہ دونوں داخل ہیں ۔

یہی علامہ ممدوح فھو خیر لکم کے تحت اخفائے صدقہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں

یعنی الاخفاء الصدقة افضل من العلانیة وکل مقبول اذا کانت النیة صادقة واختلفوا فی المراد بالصدقة النافلة المذکورة فی الآیة فقال الاکثرون المراد بها صدقة تطوع واتفق العلماء علی ان کتمان صدقة التطوع افضل واخفاءها خیر من اظهارها ۔ تفسیر خازن شریف مصری جلد اول صـ ۲۱۲

اخفائے صدقہ اظہار صدقہ سے افضل ہے اور سب مقبول ہیں جب کہ نیت صالحہ ہو اور علمائے کرام نے صدقہ مذکورہ آیہ کریمہ میں اختلاف فرمایا تو اکثر نے یہ فرمایا کہ اس سے مراد صدقات نافلہ ہیں اور علماء نے اسپر اتفاق فرمایا کہ صدقات نافلہ کا اخفاء ان کے اظہار سے افضل ہے ۔

حضرت امام علامہ ابوالبرکات سیدی عبداللہ ابن احمد ابن محمود النسفی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

قالوا المراد صدقات التطوع

تفسیر مدارک التنزیل علی ہامش الخازن جلد اول صـ ۲۱۲

علماء کرام فرماتے ہیں اس سے مراد صدقات نافلہ ہیں ۔

حضرت امام علامہ مفتی ملا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استاذ سلطان اورنگ زیب

عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زیر آیہ کریمہ خذ من اموالھم صدقۃ رقمطراز ہیں ۔

الصدقۃ یحتمل صدقۃ نافلۃ والزکوٰۃ ۔ (تفسیرات احمدیہ مطبوعہ حبیبیہ پریس دہلی ص ۲۷۸)	آیت میں لفظ صدقہ صدقۂ نافلہ اور زکوٰۃ پر محتمل ہے ۔

احادیث کریمہ اس باب میں کثیر دوافر ہیں تبرکاً چند احادیث کریمہ ذکر کریں ابو داؤد و طبرانی و بیہقی نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک جماعت صحابہ سے مرفوعاً روایت کی کہ دافع البلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

حصنوا اموالکم بالزکاۃ وداؤوا مرضاکم بالصدقۃ واستقبلوا امواج البلاء بالدعاء والتضرع (کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ ص ۱۳۱)	زکوٰۃ دیکر اپنے مالوں کی حفاظت کرو صدقہ دیکر بیماریوں کی دوا کرو ۔ بلاؤں کی موجوں کا دعا و تضرع سے استقبال کرو ۔

یہاں لفظ صدقہ کو زکوٰۃ کے بالمقابل ارشاد فرماکر اشارہ فرما دیا کہ صدقہ علاوہ زکوٰۃ بھی ہوا کرتا ہے اور سنئے صدقہ اور افضل صدقہ کونسا صدقہ تطوع ہے ۔ ابو داؤد و نسائی نے حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے دربار رحمۃ اللعالمین میں عرض کی ۔

یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بیرا وقال ھذہ لام سعد مشکوٰۃ شریف مطبع نظامی دہلی ص ۱۷۰	یا رسول اللہ سعد کی ماں انتقال فرماگئیں تو کون سا صدقہ افضل ہے ۔ فرمایا پانی تو انہوں نے کنواں کھودا اور فرمایا کہ یہ سعد کی ماں کیلئے ہے ۔

نہ ہوئے حضرات مانعین اس زمانہ میں ورنہ اس کنوئیں پر ایک بورڈ لگا

دینے کہ اسکا پانی فقیر پئے غنی نہ پئے اسلئے کہ یہ صدقہ ہے اور صدقہ سے مراد صدقہ واجبہ ہی ہوتا ہے میں حضرات مانعین سے گذارش کرتا ہوں کہ اگر خیر سے حج کو تشریف لیجانا ہوگیا اور وہ مبارک کنواں نجدی کے دست برد سے محفوظ ملا تو آپ تو غالباً اس کا پانی نوش نہ فرمائیں گے لیکن ہم تو انشاء اللہ الکریم خوب سیر ہوکر پیئں گے۔ صدقہ نافلہ کے انکار نے آپ کو کیسے خسارہ میں رکھا۔ طبرانی نے باسناد حسن و امام بیہقی نے حضرت عبد اللہ ابن مسعود حبر الامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جواد و کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں۔

کل قرض صدقۃ (کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ ص۱۵۵)	ہر قرض صدقہ ہے

ہر صدقہ کو اگر صدقہ واجبہ ہی مانا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ نہ کسی سے قرض لیجئے نہ کسی صاحب نصاب کو قرض دیجئے اور اگر کسی مفلس کو قرض دیں تو واپسی کا قصد نہ کیجئے کہ صدقہ دیکر پھر اسے خریدنے کی بھی ممانعت ہے چہ جائیکہ اسکی واپسی موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔

ان عمر ابن الخطاب حمل علی فرس فی سبیل اللہ فاراد ان یبتاعہ فسأل عن ذلک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لا تبتعہ ولا تعد فی صدقتک۔ (مسوی، مصفیٰ شرحین موطا مطبوعہ فاروقی دہلی جلد ۱ ص۲۱۷)	حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو راہ خدا میں گھوڑے پر سوار کیا پھر وہی گھوڑا خریدنے کا قصد فرمایا حضور کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے اس باب میں سوال کیا۔ فرمایا نہ اسے خرید نہ اپنا صدقہ واپس لے۔

امام ترمذی بروایت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ صاحب خلق عظیم علیہ الصلاۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں۔

تبسمك فی وجہ اخیك صدقة وامرك بالمعروف صدقة ونهیك عن المنكر صدقة وارشادك الرجل فی ارض الضلال صدقة ونصرك الرجل الردی البصر لك صدقة واماطتك الحجر والشوك والعظم عن الطریق لك صدقة وفراغك عن دلوك الی دلو اخیك لك صدقة مشکوٰۃ شریف نظامی ص۱۶۷	اپنے مسلمان) بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا صدقہ ہے نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے برائی سے روکنا صدقہ ہے بھولے کو راستہ بتانا صدقہ ہے کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صدقہ ہے راستہ سے پتھر، کانٹا۔ ہڈی دور کر دینا صدقہ ہے اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا صدقہ ہے

ہر صدقہ کو صدقہ واجبہ بتانے والے حضرات غالباً ان امور میں سے کسی امر پر عمل نہ کریں گے نہ کسی غنی کے ساتھ نہ اپنے اصول و فروع کے ساتھ یہ چار احادیث محض بطور نمونہ گزارش کی گئیں ورنہ تفصیل کیلئے دفتر طویل کی ضرورت ہے مفسرین کرام کے اقوال آیات کے تحت گزرے۔ محدثین عظام نے ان احادیث کے ابواب کا نام افضل الصدقہ رکھا اسیقدر کافی تھا لیکن مناسب ہے کہ آخر میں خاتم المحدثین حضرت علامہ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت پیش کی جائے۔ فرماتے ہیں۔

ایں بیان صدقہ واجبہ بود اما صدقہ تطوع	یہ صدقہ واجبہ کا بیان تھا لیکن صدقہ نفل

اگرچہ امر ایجابی بداں نہ کردے و بر ترک وعید نفرمودے اما در الغایت دوست داشتے و بداں چنداں شاد شدے کہ بخلاء بستیدن آں شاد شوند و ہر مقدار کہ در راہ حق صرف کردے آں را بسیار نشمردے و ہیچ کس چیزے از وے نخواستے الا اجابت کردے و بدادے و فرزدق شاعر در نعت وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفتہ است شعر

ما قال لا قط الا فی تشہدہ
لولا التشہد کانت لاءہ نعم

(مدارج النبوۃ شریف مطبوعہ نولکشور باب دھم در انواع عبادت نوع سوم زکاۃ وصل صدقۂ تطوع جلد ا [illegible])

اگرچہ اس کا حکم بطور وجوب نہ فرمایا نہ اسکے ترک پر وعید فرمائی لیکن اسے بغایت محبوب رکھتے تھے۔ اور اسقدر اظہار سرور فرماتے تھے کہ بخلاء لیکر خوش ہوتے ہیں اور جس مقدار میں راہ خدا میں صرف فرماتے اسے زیادہ نہ شمار فرماتے اور کوئی شخص کوئی چیز آپ سے طلب کرتا مگر آپ قبول فرماتے اور دیدیتے۔ فرزدق شاعر نے آپکی نعت میں عرض کیا ہے شعر

تشہد کے علاوہ آپکے لب پر نہ لا آیا
تشہد گر نہ ہوتا آپ کا لا بھی نعم ہوتا

(آئیر الحامدی)

فقہائے کرام کے یہاں بھی صدقہ کا اطلاق صدقۂ نافلہ پر موجود ہے جسکی عبارت اس رسالہ میں متعدد مقامات پر گذریں یہاں صرف دو عبارتیں خاص متعلقہ گوشت قربانی نقل ہیں۔

ولیستحب ان لا ینقص الصدقۃ من الثلث

قدوری صفحہ ۲۳

مستحب یہ ہے کہ صدقہ تہائی سے کم نہ کرے۔

شامی میں ہے

والصدقۃ باللحم تطوع	گوشت کا صدقہ صدقہ نافلہ ہے

شامی جلد ۵ ص۲۸۶

اس مختصر وضاحت کے بعد میں اپنے مسلک کی تصدیق وحصول برکت و قبولیت کی امید رکھتے ہوئے حضور پرنور اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام اہلسنت بریلوی قدس سرہٗ العزیز کا ایک فتوی مبارکہ پیش کرتا ہوں جنہیں علمائے عرب وعجم نے سراہا دعائیں دیں مجدد ہذا القرآن کے عظیم خطاب سے یاد فرمایا

عرفان شریعت حصہ دوم میں اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سے متعلق دو فتوے شائع ہوئے پہلا ص۱۶ پر دوسرا ص۳۵ سے ص۳۷ تک یہاں ص۳۵ سے ص۳۷ والا فتوی اپنی تمام ضیا باریوں کیساتھ نورافگن ہے وھو ھذا

مسئلہ مفتیان کرام وفقہائے ذوی الاحترام کا اس بارہ میں کیا ارشاد ہے۔

زید کہتا ہے کہ جلد قربانی وعقیقہ مسجد ومدرسہ کے صرف میں آسکتی ہے۔ بکر کا قول ہے کہ کسی فقیر کو دیجائے کیونکہ یہ صدقہ ہے اور صدقات کی تفصیل کلام الٰہی نے فرمادی انما الصدقات للفقرآء الآیہ (سورۂ توبہ) اور حکم باری تعالیٰ ہے فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول لہذا کلام ربانی کیطرف رجوع کیگئی۔ نیز بکر کا بیان ہے کہ برتقدیر صحت قول زید اسکا ماخذ کہاں ہے امید کہ مسئلہ کی توضیح مع نقل عبارات فرمائی جائے بینوا وتوجروا۔

الجواب ۔ بیشک ہر منازعت میں اللہ ورسول ہی کی طرف رجوع لازم ہے مگر ہر ایک کو بلاواسطہ رجوع کی لیاقت کہاں۔ یہیں دیکھئے آیہ کریمہ میں صدقات

سے زکواۃ مراد کہ اسمیں ارشاد ہوتا ہے والعاملین علیہا اور بکر نے اسے قربانی وعقیقہ کو شامل کر دیا۔ یہ بھی نہ دیکھا کہ اس کے تو گوشت کی نسبت خود قرآن کریم میں ارشاد ہے فکلوا منہا اسمیں سے خود بھی کھاؤ۔ اب کہاں رہی صدقات کی وہ تفصیل جو اس آیہ کریمہ میں بالحصر ارشاد ہوئی تھی انما الصدقات للفقراء الآیہ یہ بھی نہ سمجھا کہ عوام تک اسے قربانی کہتے ہیں نہ کہ صدقہ۔ تو ہر کار تقرب اسمیں روا و لہذا امام علامہ زیلعی نے شرح کنز الدقائق میں فرمایا لانہ قربۃ کالتصدق ہاں ہم نے خاص مسئلہ قربانی میں اللہ عزوجل کیطرف رجوع کی تو اس کا ارشاد پایا فکلوا منہا واطعموا البائس الفقیر خود اسمیں سے کھاؤ اور ضرورتمند فقیر کو کھلاؤ اطعام کے لفظ نے بتایا کہ تصدق ہی لازم نہیں اباحت بھی کافی ہے جو محض ایک قربت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیطرف رجوع کی تو حضور کا ارشاد پایا فکلوا وادخروا وأتجروا خود کھاؤ اور اٹھا رکھو اور ثواب کا کام کرو رواہ ابوداؤد وغیرہ عن نبیشۃ الہذالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد و مدارس دینیہ اہلسنت میں دینا بھی ثواب کا کام مثل اطعام اور اسی واتجروا کے حکم میں داخل ہاں، اگر کوئی شخص اسکی جلد اپنے صرف میں لانے کی نیت سے روپیوں پیسوں کو بیچے تو بیشک قیمت اسکے حق میں خبیث ہوگی لانہ خرج من التمول کما نصوا علیہ وفی حدیث المستدرک من باع جلد اضحیتہ فلا اضحیۃ لہ وہ قیمت نہ مسجد میں دے نہ مدرسہ میں فان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب بلکہ فقراء پر تصدق کرے کما ھو حکم المال الخبیث اور اگر نہ اپنے لئے بلکہ مسجد و مدرسہ یا کسی فقیر ہی کو دینے کیلئے روپوں پیسوں کو بیچے خود یہ خواہ متولی مسجد

و مدرسہ دوکین تعمیر بہر صورت جائز ہے اور وہ دام مدرسہ و مسجد میں صرف ہو سکتے ہیں کہ ممنوع تمول ہے نہ کہ تقرب وقد مر عن التبیین انہ قربہ کالتصدق وتمام تحقیقہ فی رسالتنا الصافیۃ الموجبۃ حکم جلود الاضحیۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

☆

الحمد للہ کلام اپنے اتمام کو پہنچا یہ سب میرے آقا و مولا سیدی وسندی و مرشدی حضور پر نور حجۃ الاسلام مرجع الانام مولانا الحاج الشاہ محمد حامد رضا خاں قبلہ علامہ بریلوی قدس سرہٗ القوی کے فیوضات باطنی کا پرتو ہے کہ جواب کی چند سطور نے صورت رسالہ اختیار کی لہٰذا اس کا نام الفیوضات الحامدیۃ فی تعمیر المساجد بجلود الاضحیۃ تجویز کرتا ہوں اور دست بدعا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ میرے آقا کے فیوض و برکات سے مجھ تہی داماں کو مالا مال فرمائے آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ ونور عرشہ وقاسم رزقہ سیدنا مولانا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین آمین

مورخہ ۱۹ صفر المظفر ۱۳۸۲ھ دوشنبہ مبارکہ

کتبہ جیلانی رضوی حامدی جودھپوری غفرلہ القوی
الفقیر سید محمد ریاض الحسن

رضوی حامدی جودھپوری
۱۳۶۸ھ نے
سید محمد ریاض الحسن جیلانی

خطیب اعظم جامع مسجد اہلسنت وجماعت
امریکن ریلوے ورکشاپ
حیدرآباد سندھ پاکستان

تصدیقات

علمائے حیدرآباد سندھ

تقریظ فقیہ امجد محدث ارشد مولینا مولوی ابوالمحامد سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی مدظلہ

حضرت مجیب خلیفۂ حجۃ الاسلام کی تحریر سے ایسے لوگوں کے وجود کا پتہ چلا جو جلد اضحیہ کے بارے میں اس تحقیق انیق کے خلاف ہیں، ورنہ کسی واقف دین پر نہ یہ پوشیدہ ہے کہ جلود اضحیہ کا تصدق صدقۂ نافلہ ہے اور نہ یہی پوشیدہ ہے کہ صدقات نافلہ سے مسجد کی خدمت بلاشبہ جائز ہے اور اسکے بعد پھر مسئلہ کا انکار جہل محض اور مسائل سے بے خبری کی دلیل ہے ھذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ واللہ ورسولہ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

فقیر ابوالمحامد سید محمد اشرفی جیلانی غفرلہ ولوالدیہ وعن لاحق علیہ

نزیل حیدرآباد سندھ

☆

تقریظ سراج طریقت عارف اسرار حقیقت حضرت مولنا مولوی حافظ سید احمد علیشاہ صاحب مرادآبادی ثم الوری نفع اللہ المسلمین بفیضانہ الصوری والمعنوی

رسالہ ہذا کو مختلف مقامات سے دیکھا مولنا موصوف نے بڑی عرق ریزی سے

کام لیا اور مسئلہ ھذا میں بڑی تحقیق فرمائی بلاشک جلد اضحیہ مسجد میں اور مسجد کے مصارف میں صرف کرنا جائز ہے جبکہ ایک ذمی کافر کو دینا جائز بنائے علیہ مسجد و دیگر کار خیر میں بھی دینا جائز جیسا کہ علماء کی تصریحات سے ثابت

سید واحد علی

(نزیل حیدر آباد)

☆

تقریظ فاضل حزب الاحناف مفتی سکھ حضرت مولٰنا مولوی شمس الضحیٰ صاحب

جلود اضحیہ سے تعمیر مسجد جائز ہے اگرچہ قربانی کرنے والے نے خود ہی مسجد کے لیئے فروخت کیا ہو اور اگر قربانی کرنے والے نے درہم و دینار وغیرہما کے عوض اپنی حاجات کیلئے قربانی کی کھال بیع کی تو اب اسے مسجد میں صرف نہیں کر سکتا اسکا مصرف صدقات واجبہ کا مصرف ہے۔

شمس الضحیٰ غفرلہٗ

نزیل حیدر آباد سندھ

☆

تقریظ مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبدالحامد صاحب قادری صدر جمعیۃ علمائے پاکستان کراچی

صورت مسئولہ میں جو جوابات حضرات علمائے اکابر نے تحریر فرمائے اس سے کلیتہً اتفاق ہے۔

عبدالحامد القادری ۱۷ رجب ۱۳۷۴ھ

صدر جمعیۃ علمائے پاکستان کراچی نزیل حیدر آباد سندھ

تقریظ فاضل اجل حضرت مولوی احمد نورانی صاحب خلف الرشید مبلغ الاسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و ناظم جمعیۃ علمائے پاکستان کراچی نزیل حیدرآباد

مبسملا و حامدا و محمدا جل و علا و مصلیا و مسلما محمدا صلی اللہ علیہ وسلم دلائل قاہرہ سے بحمد اللہ صورت مسئلہ واضح تر ہے اسکے بعد بھی کچھ کہا جائے تو دلیل عدم تفقہ ہے۔ حضرت الاخ الفاضل الجلیل نے اس اہم دینی خدمت کا تکملہ فرما کر اشد دینی ضرورت کو پورا فرمایا جزاہ اللہ عنا وعن سائر اہل السنۃ خیر الجزاء۔ رقمہ العبد الجانی احمد نورانی غفرلہ الباری

۱۷ر ۷ ۷۴ھ (نزیل حیدرآباد سندھ)

☆

تقریظ حامی دین متین حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مصلح الدین صاحب قادری رضوی خطیب مسجد جامع آخوند کراچی (نزیل حیدرآباد سندھ)

فاضل مجیب حضرت مولانا مفتی سید ریاض الحسن جیلانی حامدی رضوی نے چرم قربانی کے مساجد و مصارف خیر میں استعمال کے جواز حلت پر آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ و تصریحات فقہاء و ائمہ و تحقیقات انیقہ پر مشتمل جو رسالہ المسمی بالفیوضات الحامدیہ فی تعمیر المساجد بجلود الاضحیہ ترتیب فرمایا ہے فقیر نے اسے من اولہ الی آخرہ دیکھا ہر صاحب عقل و انصاف کیلئے یہ رسالہ مبارکہ عجالہ حق کی وضاحت کیلئے کافی وافی پایا ان کی تحقیق قابل تحسین و آفرین ہے مولیٰ تعالیٰ فاضل مجیب

کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے فیوض و برکات کو عام فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر حافظ مصلح الدین صدیقی قادری رضوی
نزیل حیدر آباد

☆

الجواب صحیح ۔ فقیر محمد حسین غفرلہ خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام
المتوطن سکھر جھنگ بازار لائل پور د نزیل حیدر آباد سندھ
مورخہ ۳ر جمادی الاول ۱۳۷۴ھ

☆

تقریظ عالم نبیل فاضل جلیل خلیل العلما حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب قادری
صدر المدرس مدرسہ احسن البرکات حیدر آباد سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ الحمد للہ الذی تستغنی بشکر آلائہ الخلائق وتتجلی بنور کبریائہ المغارب والمشارق والصلاۃ والسلام علی حبیبہ وخلیلہ المبعوث الی کافۃ الامم ؕ من العرب والعجم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

امابعد فانی قد طالعت الرسالۃ الرشیقۃ والقبالۃ الکریمۃ المسمات بالفیوضات الحامدیۃ فوجدتہا بحمد اللہ تعالی انہا تنور النواظر وترھف البصائر مملوئۃ بالبینات الوافرۃ ومشحونۃ

بالدلائل المتكاثرة۔ ولله در المصنف حيث سعى فى قمع اوهام المتفقهين وقلع شبهات المترددين واتى ما يناسبه المقام من القرآن واحاديث خير الانام واورد فيها اقوال العلماء وزينها بمقالات الفقهاء فاختار ما هو المختار وآثر ما عليه الابرار فهو بالمتابعة احق لان الحق بالاتباع حق . كيف لا وقد صنفها الفاضل الاجل والعالم الاكمل ذو الطبع الفهيم وصاحب فهم المستقيم اخى فى الله ذو المجد والجاه حامى السنن ماحى الفتن مولانا المولوى السيد الشاه محمد رياض الحسن القادرى البركاتى الرضوى فالله يجزيه جزا الحسن۔ فطوبى ثم طوبى لمن اهتدى واولى ثم اولى لمن اتبع الهوى۔ اللهم انى اعوذ بك من احداث الفتن الينا واليه وتطاول اهل الجرأة علينا وعليه ربنا اليك انبنا وعليك توكلنا واليك المصير وصلى الله تعالى على البشير النذير وعلى آله واصحابه الى يوم لا ينفع فيه جد ولا مال ولا بنون ونحن ان شاء الله تعالى بكرمه عز اسمه تحت ذيل حبيبه مستبشرون فرحون كتبه بقلمه العبد محمد خليل خان القادرى البركاتى المارهرى عفى عنه ۲۶ من ربيع الآخر سنة ۱۳۷۴ من الهجرة القدسية

مہر مولٰنا موصوف

مہر دار الافتاء

تقریظ حضرت مولٰنا مولوی سید محمد علی صاحب حامدی رضوی قادری الوری

خطیب جامع مسجد نور پنجبرا پور حیدرآباد سندھ

۷۸۶
۹۲
الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ وعلیٰ
آلہ الکرام وصحبہ العظام اما بعد فما کتبہ العالم المحقق والفاضل
المدقق جامع المعقول والمنقول حامی السنن ماحی الفتن مفتی
الزمن الحری اللقن والذکی اللقمن حضرۃ مولٰنا المولوی السید محمد ریاض الحسن
الجیلانی الرضوی الحامدی الجودفوری نفع اللہ المسلمین بفیضانہ
المعنوی والصوری فی ہذہ الرسالۃ المبارکۃ المنیفۃ الکریمۃ المسماۃ
بالفیوضات الحامدیۃ فی تعمیر المساجد بجلود الاضحیۃ فقد وجدتہا
بالحجج القویۃ من الکتاب والسنن السنیہ وبالدلائل الفقہیۃ
الکثیرۃ الصحیحۃ فاثابہ اللہ تعالیٰ ثوابا کثیرا واجرا وفیرا یوما
ولیلا ما دامت الارض والسماء قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ عبدہ العاصی
السید محمد علی القادری الرضوی عفا عنہ ربہ العلی القوی

مہر مولٰنا موصوف

تقریظ فاضل مراد آباد حضرت مولنا حافظ محمد واصل صاحب
خطیب مسجد پولیس ہیڈ کوارٹرز حیدر آباد سندھ

مبسملا وحامدا ومصلیا۔ امابعد ما قالہ العلامۃ وافادۃ الفہامۃ حق صریح ومسلک صحیح لیئق بالاعتماد وحقیق بالاستناد۔ وانا العبد الآمل کرمہ ربہ الکامل الشاہ محمد واصل غفرلہ ربہ لفضلہ العاجل خطیب المسجد الشریف فولیس ھیڈ کوارٹر حیدر آباد سندھ

☆

تقریظ شیخ المشائخ عارف باللہ مولنا مولوی سید صبغۃ اللہ المعروف پیر ایرانی صاحب مدظلہ

(۱) ہر عمل یا مالے کہ در کار خیر بامید ثواب خالصاً لوجہ اللہ صرف شود صدقہ است

(۲) صدقہ یا از قسم واجب است مثل نذر، کفارہ، فطرہ، زکوٰۃ وغیرہ یا از قسم نافلہ (تطوع) است کہ قربتاً الی اللہ بامید اجر نیک اجرا میگردد۔

(۳) صدقات واجبہ مقدر و طریق خرچ آں معین و مستحقین آں مشخص است و در صدقۂ تطوع اختیارات صدقہ دہندہ وسیع تر و تا حدی مصالح وقت بنا بر تشخیص وی ست۔

(۵) ہر کسی کہ قربانی واجب شدہ باشد (بشرطیکہ نذر نہ باشد) وقتیکہ خون حیوان در ذبح بدست صاحب آں یا بدست نائب آں جاری شد وجوب بعمل آمد۔ واما تقسیم گوشت وبکار آوردن پوست ودیگر اجزائے دروئی دبیحہ

بایں وجہ از صدقات نافلہ (تطوع) است کہ صاحب آں گوشت را در صرف اطعام خود و اہل بیت خود (بشمول والدین) و احباب (بشمول اغنیاء و سادات) و فقراء، قانع یا سائل وغیرہ میتواند در آرد اما پوست و دیگر اجزائے درونی ذبیحہ را بقیاس گوشت عیناً بکار البسہ و دیگر ضروریات خود یا اصدقا یا جامعہ میتواند در آرد و نیز مختار است کہ قیمت آنرا یا عین آں را بیک یا چند مساکین مستحقین بسپارد یا در کارہائی خیر بہ صرف کند ماجور گردد۔

(۶) چونکہ موضوع سوال "تعمیر المساجد بجلود الاضحیہ" است گفتہ میشود کہ چاہ آب در آوردن مریضخانہ، یتیم خانہ، مساجد وغیرہ ساختن یا تعمیر کردن از شمار صدقات نافلہ است لہذا پوست، اجزائے درونی ذبیحہ قربانی را عیناً و قیمتاً بہ مصارف مذکورہ (یا جہت آباد کاری مہاجرین بتقاضائے وقت کنونی) رسانیدن مانع اجر و ثواب نیست۔

(۷) اگر صاحب صدقہ مذکورات را بفروشد بہ نیت تملیک خود گویا قربانی نکردہ است بلکہ تجارت کردہ است۔

(۸) بنا بر مذکورات فوق چونکہ موقعیت خرج و طریق مصرف صدقات نافلہ در کمال، و نقص اجر و ثواب صاحب صدقہ یقیناً اثر انداز میتواند بشود لہذا بنا بر مصالح وقت، باید موانع حصول حسنات را مرتفع سازند، و صدقات را بہ افضل ترین محل خرج نمایند و از تعصب و ریا و بخل بپرہیزند تا عبادت و اخلاص صاحب صدقہ از ہر شائبہ مصئون و بہ کمال مقبولیت مقرون گردد۔

صبغت اللہ گنج بخش شاہ پڑ۔ حیدرآباد (سندھ) مورخہ ۳ ذیقعدہ الحرام ۱۳۷۴ھ

تقریظ رئیس سندھ شیخ الاعظم ٹیاری شریف حضرت مولنا مولوی پیر غلام مجدد صاحب سرہندی

تحقیقیکہ جناب مولنا سید ریاض الحسن صاحب مدظلہٗ ، فرمودہ حقا کہ از دیگران مستغنی نمود اصل معاملہ درمعاملہ تملیک است چونکہ مقرر است کہ پوستہائی اضحیہ در حکم صدقہ اند و مولنا موصوف در تحقیق خویش آنرا صدقہ نافلہ قرار دادہ اند پس لامحالہ جائز خواہد بود ھذا ما ظھر لی فی الباب

عبدہٗ غلام مجدد عفی عنہ و عن اسلافہ آمین

☆

تقریظ عالم باعمل عامل بے بدل حضرت مولنا مولوی سید محمد علی صاحب ایم اے جے پوری مدظلہٗ

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم بحمد اللہ میں نے اس رسالہ فیض مقالہ کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ۔ اور ہر طرح قابل اعتماد پایا اسمیں اس مسئلہ کے متعلق کسی پہلو کو محتاج جواب نہ چھوڑا ۔ تمام شبہات لاحقہ اور اعتراضات متعلقہ کا کتب معتبرہ معتمدہ ۔ نیز احادیث صحیحہ سے بدلائل واضحہ و براہین قاطعہ اس خوبی سے ازالہ فرمایا گیا ہے کہ کسی حق پسند طبیعت کو گنجائش انکار ہی نہیں رہی ۔ مجھے خود بھی اسکے بعض جزئیات میں کچھ اختلاف تھا ۔ اور حضرت مصنف سے اُن کے متعلق تبادلہ خیالات بھی ہوا مگر اس عجالۂ نافلہ سے اختلاف خودبخود ہی رفع ہوگیا ۔ مولیٰ تعالیٰ مصنف کی سعی مشکور فرمائیں اور اس رسالہ کو مقبول عام اور مطبوع طبائع اہل اسلام بنائے

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد
حررہ السید مولوی محمد علی آرم جے پوری

☆

تقریظ فاضل سندھ و پرنسپل اورینٹل کالج حیدرآباد سندھ مولانا مولوی مخدوم امیر احمد صاحب

بلاشبہ اضحیٰ کی کھالوں کا مسجد میں دینا اور ان کی قیمت سے مسجد کی تعمیر یا اسکے مصالح پر خرچ کرنا جائز ہے۔ حضرت محرر کی تحقیق قابل داد ہے فجزاہ اللہ خیرا

مخدوم امیر احمد عفی عنہ
(پرنسپل اورینٹل کالج حیدرآباد سندھ)

☆

فاضل مجیب نے بحمد اللہ تعالیٰ نہایت ہی تحقیق و تدقیق فرما کر مسلمانوں پر احسان عظیم فرمایا۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے الحق یعلو ولا یعلیٰ

فقیر خاکپائے علماء پیرزادہ محمد شفیع غفرلہ الباری
فاضل مبارک پوری

☆

تقریظ حضرت مولانا مولوی عبدالباقی صاحب بخاری خطیب و امام سندھ آئل ملز کالی روڈ حیدرآباد سندھ

قربانی کی کھال عند الضرورۃ مصارف مسجد میں جائز ہے۔

تصدیق سراج الفضلا مولنا مولوی محمد محمود صاحب قبلہ مفتی اعظم حیدر آباد سندھ

خلف الرشید حضرت مولنا مولوی شاہ محمد رکن الدین صاحب قبلہ الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الجواب صحیح

محمد محمود غفرلہ

مہر شریعت

* * *

تصدیق حضرت مولنا مولوی ابو الاسرار محمد عبد اللہ صاحب قادری نعیمی فاضل مراد آباد

وسابق مفتی اٹاوہ و چتوڑ

الجواب موافق بالکتاب والمجیب مثاب

فقیر ابو الاسرار قادری نعیمی (حیدر آباد سندھ)

* * *

تصدیق فاضل حزب الاحناف لاہور حضرت مولنا سید کاظم علی شاہ صاحب حسینی

خطیب جامع مسجد صدر حیدر آباد سندھ

الجواب حق والحق احق ان یتبع

سید کاظم شاہ حسینی

تصدیق فاضل اعلے حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب خطیب ہوم اسٹیڈ ہال حیدرآباد سندھ

قد اصاب من اجاب

فقیر محمد اسحٰق عفی عنہ (حیدرآباد)

☆

الجواب صحیح

قاضی حکیم سید قربان علی شاہ دہلوی ثم حیدرآبادی

☆

تصدیقاتِ علمائے کراچی

تقریظ رہبر شریعت مرشد طریقت گل گلزار رضویت حضرت بابرکت مولانا مولوی شاہ محمد ابراہیم رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہ نبیرۂ سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فقیر نے اس رسالہ کو سرسری نظر سے دیکھا سبحان اللہ ما شاء اللہ مولیٰ تعالیٰ مولانا موصوف کو علم و عمل و خدمت دین اور زیادہ عطا فرمائے آمین واللہ الموفق للصواب

فقیر ابراہیم رضا عفی عنہ

☆

تصدیق حضرت مولٰنا عزیز احمد صاحب مداح الرسول بریلوی

الجواب صحیح

فقیر عزیز احمد مدح الرسول رضوی بریلوی

☆

تصدیق جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول حضرت مولٰنا مولوی عبد المصطفٰی صاحب فاضل جامع ازھر مصر

تعمیر مسجد و مدرسہ کیلئے قربانی کی کھال دینا جائز ہے واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم واحکم ۔

محمد عبد المصطفٰی الازہری غفرلہٗ (صدر المدرسین جامعہ رضویہ ہارون آباد ریاست بہاولپور

☆

عمدۃ الفقہاء زبدۃ الفضلاء حضرت مولٰنا مفتی محمد صاحبداد صاحب مفتی اعظم پاکستان

ھو الملھم للسداد ۔ محترم مجیب کی تحقیق مدلل واضح ہے کہ تعمیر مسجد و مدارس دینیہ میں قربانی کی کھالیں دینا بلاشبہ جائز و مستحسن ہے اسکی فروخت شدہ قیمت بھی مساجد مدارس میں دینا جائز ہے ۔ اسے زکوٰۃ کے صدقہ واجبہ کے مصرف پر قیاس کرنا فقہی تدبر سے بعید ہے واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم بالصواب ۔

محمد صاحبداد عفی عنہ

از مرکزی دار الافتاء جمعیۃ علمائے پاکستان کراچی

شنبہ ۲ ربیع الاول شریف ۱۳۷۴ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۵۴ء

مہر شریف

☆

تصدیق فاضل اجل عالم اکمل حضرت مولانا مفتی ظفر علی صاحب تلمیذ رشید حضرت صدر الشریعہ مصنف بہار شریعت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قربانی کی کھالیں مسجد و مدرسہ کے استعمال میں آ سکتی ہیں۔

ظفر علی دار العلوم امجدیہ فیروز شاہ اسٹریٹ آرام باغ کراچی

☆

تصدیق عمدۃ الفضلاء حضرت مولانا مولوی محمد عبد المتین صاحب فتحپوری فاضل جامعہ عربیہ ناگپور

الجواب صحیح۔

فقیر محمد عبد المتین قادری فتحپوری غفرلہ فاضل جامعہ عربیہ ناگپور

☆

استاذ الفضلاء حضرت مولانا مولوی قاضی زین العابدین صاحب دہلوی مفسر القرآن پاکستان مسجد رنچھوڑ لائن کراچی

المجیب المصیب

قاضی زین العابدین دہلوی

☆

تصدیق ۔ استاذ العلماء حافظ الحدیث حضرت مولٰنا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی
تلمیذ رشید حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ

الجواب صواب والمجیب مثاب

کتبہ المعتصم بذیل النبی الامی
عمر النعیمی

☆

تصدیق ۔ فاضل جلیل حضرت مولٰنا مولوی ابو الارشاد عبد الحق صاحب
خطیب اعظم مسجد دام والی رنچھوڑ لائن کراچی

الجواب صحیح عندی ۔

افقر الی اللہ ننگ اسلاف ابو الارشاد عبد الخالق غفرلہٗ
خطیب مسجد بادام والی رنچھوڑ لائن کراچی

☆

تصدیق فاضل ابن فاضل فقیہ ارشد حضرت مولٰنا مولوی محمد مسعود احمد صاحب
خطیب اعظم صابری مسجد رنچھوڑ لائن کراچی

اصاب من اجاب

محمد مسعود احمد عفی عنہ الدھلوی
(خلف الرشید حضرت مولٰنا شاہ کرامت اللہ صاحب علیہ الرحمہ)

☆

تصدیقات علمائے لاہور

تقریظ رئیس الفقہاء، استاذ العلماء، علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب ناظم و مفتی اعظم حزب الاحناف لاہور پاکستان

حامداً و مصلیاً و مسلماً و مبسملاً

بلاشبہ پوست اضحیہ بعد اراقۃ الدم خود بھی بجنسہ استعمال کر سکتا ہے اور بطور ہدیہ اور تحفہ دوست احباب عزیز و اقارب فقیر و غنی حتیٰ کہ سادات کرام اور جملہ بنی ہاشم کو بھی دے سکتا ہے اور بہ نیت تصدق فروخت کر کے اس کے دام مدارس و مساجد و مقابر و جملہ مصارف خیر میں اصالۃً یا وکالۃً خرچ کر سکتا ہے جس کی کماحقہ تفصیل علامۂ زماں محقق دوراں حضرت ملک العلماء مولوی ظفر الدین صاحب مدظلہ العالی نے فتاوی مبارکہ میں فرما دی ہے اسکے بعد کسی توضیح اور تفصیل کی حاجت نہیں سمجھتا۔ ہاں چرم قربانی اگر بہ نیت تمول و تملک کہ خود ان پیسوں کا استعمال کروں گا۔ فروخت کرنے کے بعد ان پیسوں کا تصدق علی الفقراء واجب ہو جاتا ہے وہ پیسے کسی مدرسہ و مسجد میں بغیر حیلہ شرعی صرف کرنا جائز نہیں۔ فقیر نے مجیب لبیب کی تحقیق انیق بھی ملاحظہ کی بفضلہ مسلک علمائے اہل سنت و مذہب حنفی کے مطابق پائی۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہ ناظم و مفتی اعظم دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور (پاکستان)
مہر شریف دار الافتا

تقریظ تاج العلماء جامع شریعت وطریقت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد صاحب صدر مرکزی جمعیت علمائے پاکستان لاہور خطیب اعظم مسجد وزیر خاں لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چرمہائے قربانی کو تعمیر مسجد میں دینا یا اوسکی قیمت سے مسجد کی تعمیر قلعی اور شکست و ریخت کرانا مسجد کی ضروریات بوریا چٹائی مصلا رسّی ڈول خدام مسجد کی تنخواہ وغیرہ سب جائز ہے۔ اس لئے کہ اضحیہ کا حکم ذبح تک وجوب کا ہے۔ گوشت پوست اضحیہ واجب نہیں بلکہ محض نافلہ ہے بنا بریں اس سے افضل ضروریات مسجد پورے کئے جا سکتے ہیں۔ بلکہ یہ مصرف گشتی موٹروں سے افضل ہے۔ فرضی شفاخانہ جنمیں زیادہ خرچ ملازمین پر ہوجاتا ہے مسجد بہتر ہے۔ ھذا ما عندی فقیر ابو الحسنات سید محمد احمد قادری

☆

تقریظ۔ حامی سنت ماحی بدعت مصلح اعظم حضرت مولنا مولوی ابو الرشید محمد عبد العزیز صاحب خطیب جامع مزنگ لاہور

مبسملا و حامدا و مصلیا۔ احقر نے رسالہ الفیوضات الحامدیہ فی تعمیر المساجد بجلود الاضحیہ من اولہ الی آخرہ لفظ بہ لفظ حرف بحرف پڑھا مجھے اس سے پورا پورا اتفاق ہے۔ کیوں نہ ہو اس کا ماخذ کتب معتبرہ متداولہ احناف کرام ہے (کثرھم اللہ سوادھم) مولنا المکرم نے بدلائل قاہرہ و براہین ساطعہ ثابت کیا ہے کہ چرم قربانی کو تعمیر مسجد میں صرف کر سکتے ہیں ہاں (پنجاب) میں بعض جگہ آئمہ مساجد جنکی کوئی تنخواہ یا وظیفہ مقرر نہیں ہوتا۔ عید الفطر پر فطرانہ اور عید اضحیٰ پر چرم قربانی وغیرہ ہی ان کا وظیفہ ہوتا ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہیں

المعہود کالمشروط

انا العبد المفتقر الی اللہ العزیز ابوالرشید محمد عبدالعزیز اصلح اللہ حالہ ومالہ خطیب جامع مزنگ لاھور صانہا اللہ عن الجور بعد الکور (عزیز منزل متصل تکیہ نور شاہ مرحوم)

☆

تقریظ جامع معقول ومنقول حضرت مولنا مولوی محمد مہرالدین صاحب فاضل ومدرس دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

قربانی کی کھالیں صدقہ نافلہ ہونے کی حیثیت سے مساجد وغیرہ میں استعمال کی جاسکتی ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

محمد مہرالدین مدرس حزب الاحناف لاہور پاکستان

☆

تقریظ حضرت مولنا مولوی غلام رسول صاحب فاضل دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

مسجد ومدرسہ میں قربانی کی کھال دینا یا اس غرض سے فروخت کرکے قیمت دینا جائز ہے۔ بغرض تملک فروخت کرکے قیمت دینا ناجائز ہے بلکہ فقراء پر تصدق کرے۔ فاضل مجیب کا خلاصۂ جواب درست ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ

الفقیر غلام رسول قادری رضوی غفرلہ مدرس دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

☆

تصدیق حضرت مولنا مولوی سید محمود احمد صاحب رضوی خلف الرشید علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب ناظم ومفتی اعظم دارالعلوم حزب الاحناف پاکستان لاہور

الجواب صحیح - سید محمود احمد رضوی مدیر رسالہ رضوان لاہور

تصدیق حضرت مولانا مولوی محمد خلیل احمد صاحب خلف الرشید علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب صدر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان لاہور

الجواب صحیح ۔

سید محمد خلیل احمد قادری نائب ناظم مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان لاہور

☆

تصدیق حضرت مولانا مولوی مخدوم غلام معین الدین صاحب نعیمی مراد آبادی

اصاب من اجاب

مخدوم غلام معین الدین نعیمی مراد آبادی

☆

تصدیقاتِ عُلمائے لائلپور

تقریظ فقیہ العصر فرید الدہر حضرت مولانا مفتی اعظم علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الرؤف الرحیم ونبیہ الکریم الحلیم وعلیٰ آلہ واصحابہ وحزبہ اجمعین ۔ امابعد فقیر نے رسالہ الفیوضات الحامدیہ دیکھا ۔ مسلک صحیح وصواب پر مشتمل پایا ۔ رسالہ مبارکہ کے مؤلف عزیزم محترم فاضل نوجوان واعظ خوش بیان مولانا مولوی سید ریاض الحسن صاحب حامدی رضوی

خطیب جامع مسجد امریکن کوارٹر حیدر آباد سندھ سلمہٗ نے خوب تحقیق فرمائی ہے اور دلائل کثیرہ سے قول محقق کی توضیح و تثویب فرمائی ہے۔ مولیٰ عزوجل تبارک و تعالیٰ عزیز موصوف سلمہٗ کو مزید خدمت دین متین کی توفیق خیر رفیق عطا فرمائے اور اہلسنت و جماعت کیلئے سرچشمہ فیض بنائے۔ دیوبندیوں۔ وہابیوں کے امام ثانی نام کے مولوی رشید احمد دیوبندی گنگوہی نے یہ فتویٰ دیا کہ قربانی کی کھال صدقہ واجبہ ہے۔ لہذا فقراء پر اسکا تصدق واجب ہے مسجد میں نہیں لگا سکتے۔ دیوبندی مولوی جو کہتے ہیں کہ مسجد میں قربانی کی کھال کا لگانا ناجائز ہے۔ اون کا ماخذ دیوبندی کے امام کا یہ فتویٰ ہے۔ ہمارے نزدیک دیوبندی گنگوہی کا یہ فتویٰ صحیح نہیں غلط ہے اور دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کثرت سے غلط ہیں اسکو خلاف تحقیق فتویٰ دینے کی عادت تھی۔

اس مسئلہ کی تحقیق میں امام اہلسنت اعلحضرت عظیم البرکتہ مجدد دین وملت بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے ایک رسالہ جلیلہ تحریر فرمایا جو ابھی غیر مطبوعہ ہے فتاوی رضویہ کی مجلدات میں مرقوم و محفوظ ہے اور بھی علمائے کرام اہلسنت و جماعت نے اس مسئلہ کے متعلق قلم اٹھایا اور تحقیق فرمائی جس سے دیوبندی مفتی مغلوب ہوئے اور غلط فتوے دیکر نادم ہوئے مگر دیوبندی کی ضد اور ہٹ اور مرغے کی ایک ٹانگ کی رٹ مشہور ہے۔ غلطی سے رجوع نہ کرنا اور حق کو قبول نہ کرنا ان کی دیرینہ فطرت ہے مگر ہمارا کام تو سمجھانے سے ہے سمجھائے جائیں گے۔ یہ رسالہ مبارکہ الفیوضات المحامدیہ بھی اس مسئلہ کی تحقیق کیلئے کافی و وافی ہے۔ مولیٰ عزوجل حق پر قائم رہنے حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے واللہ تعالیٰ ھو الموفق

وهو تعالیٰ اعلم

فقیر ابو الفضل محمد سردار احمد غفرلہ قادری چشتی رضوی خادم اہلسنت وجماعت

۱۲ ر رجب المرجب ۱۳۷۴ھ

☆

تصدیق فاضل اجل حضرت مولٰنا مولوی ابو الانوار محمد مختار صاحب

الجواب صحیح وصواب واللہ تعالیٰ اعلم

ابو الانوار محمد مختار احمد غفرلہ

☆

تصدیق فاضل اجل حضرت مولٰنا مولوی ابو الشاہ محمد عبد القادر صاحب مہتمم جامعہ شریفہ

الجواب صحیح والمجیب نجیح

الفقیر ابو الشاہ محمد عبد القادر غفرلہ خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور

☆

تصدیق عالم نبیل حضرت مولٰنا مولوی ابو الکامل حافظ نواب الدین صاحب مفتی جامعہ شریفہ

الجواب صحیح والمجیب انیق ،

الفقیر ابو الکامل حافظ نواب الدین غفرلہٗ خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام جھنگ بازار لائلپور

☆

تصدیق عالم اجل حضرت مولٰنا مولوی ابو سعید محمد امین صاحب مفتی جامعہ شریفہ

الجواب صحیح وصواب والمجیب مصیب ومثاب

الفقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ مدرس جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور

عالم جلیل حضرت مولنا مولوی ابو النور محمد احسان الحق صاحب مدرس و مفتی جامعہ رضویہ

الجواب صحیح و المجیب نجیح

الفقیر ابو النور محمد احسان الحق غفرلہ قادری رضوی خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور

☆

فاضل نوجوان عالم جلیل الشان مولنا مولوی محمد ابراہیم خوشتر صاحب حامدی صدیقی بریلوی
فاضل جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور

الجواب ھو الجواب من اجاب فقد اصاب۔

محمد ابراہیم خوشتر الحامدی صدیقی بریلوی

☆

فتویٰ شریفہ

فاضل ابن فاضل مفتی ابن مفتی رئیس الخطباء حضرت مولنا و علامہ الحاج ابو النور محمد بشیر صاحب قبلہ دامت برکاتہم (شیر پنجاب) کوٹلی لوہاران مغربی (ضلع سیالکوٹ)

سوال :۔ قربانی کی کھالیں تعمیر مساجد میں صرف کیجائیں تو جائز ہے یا نہیں اور جو شخص زیر تعمیر مسجد میں ان کھالوں کو صرف کرنے سے روکے اوسکے لئے کیا حکم ہے۔

(حضرت) اختر الحامدی حیدر آباد سندھ

جواب :۔ جائز ہے اور جو صاحب روکتے ہیں غالباً وہ اسے زکوٰۃ کی مثل اور صدقہ سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ زکوٰۃ کا دیدینا ضروری ہے اور قربانی کی کھال خود بھی رکھ لینا جائز ہے۔ خود رکھنے یا کسی کو دیدے ہر طرح جائز ہے۔ بنابریں اگر یہ کھال کسی ایسے شخص کو دیدی گئی جس نے مسجد کی تعمیر میں اُسے خرچ کردیا تو اسمیں ناجائز ہونیکی کوئی وجہ نہیں
(رسالہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاران مغربی جلد دوم ع۵ ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۷۶ھ ص۲۸)

تائیدی فتاوےٰ اکابر علماء کرام

نقل فتویٰ مبارکہ حضرت ملک العلماء فاضل بہاری مولانا محمد ظفر الدین صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے متعلق کہ چرم قربانی تعمیر مسجد ودیگر مصارف مسجد میں صرف ہوسکتی ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

المستفتی بندو میاں۔ امریکن کوارٹرز حیدرآباد سندھ

مورخہ ۳ر ربیع الاول شریف ۱۳۷۱ھ

الجواب

بلاشبہ پوست اضحیہ کو تعمیر مسجد میں دینا اور اس سے مسجد کی تعمیر تعلی مرمت کرنا اوسکے لئے جانماز۔ بوریا۔ چٹائی۔ لوٹے، رسی۔ ڈول۔ جھاڑو۔ چراغ۔ میٹھا تیل موم بتی خریدنا مسجد کیلئے حدود حرم سے باہر کنواں۔ غسلخانہ استنجا خانہ پائخانہ امام موذن۔ جاروب کش کو مسجد کی تنخواہ دینا سب کچھ جائز و درست ہے اسلئے کہ پوست اضحیہ کا صدقہ واجبہ نہیں بلکہ نافلہ ہے اگر صدقہ واجبہ ہوتا تو مثل زکوٰۃ وصدقہ اپنے نفس وعیال پر اسکا صرف کرنا یا کسی غنی یا ذمی کافر کو دینا ہرگز

جائز نہونا۔ عالمگیری جلد ۵ میں ہے ولیس للمتصدق ان یاکل صدقتہ ولا ان یعطی غیرہ من الاغنیاء ہدایہ میں ہے ولا یجوز ان یدفع الزکوۃ الی ذمی حالانکہ گوشت اضحیہ خود کھانا اغنیاء کو کھلانا پوست اضحیہ کو بعینہ اپنے مصرف میں لانا یا اغنیاء یا ذمی کو دینا جائز ہے۔ فتاوی غیاثیہ پھر فتاوی ہندیہ میں ہے ویھب منھا (ای من الاضحیۃ) ما شاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی فتاوی عالمگیریہ میں تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق سے ہے ویتصدق بجلدھا او یعمل منہ غربال وجراب ولا بأس بان ـــــ یشتری بہ ما ینتفع بعینہ مع بقائہ استحسانا وذلک مثل ما ذکرنا (الی قولہ) ولو باعھا بالدراھم لیتصدق بھا جاز لانہ قربۃ کالتصدق کذا فی التبیین وھکذا فی الھندیہ۔ انکا فی بعض حضرات کا ویتصدق بجلدھا سے صدقہ واجبہ سمجھنا اور صرف تملیک یا اباحت فقرا پر اقتصار کرنا معانی تصدق کی تخصیص پر مبنی ہے۔ اسلئے کہ صدقہ بہت سے معانی پر اطلاق کیا جاتا ہے تو خلاف تصریحات علماء ایک معنی خاص پر اسے محمول کرنا قطعاً من گھڑت ہے ما انزل اللہ بھا من سلطان صدقہ کے معنی کار خیر میں صرف کرنا یعنی وہ کام کرنا جس سے اجر و ثواب ہو اور ظاہر ہے کہ مسجد بنانا بحکم حدیث شریف باعث اجر کثیر و ثواب جزیل ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من بنی للہ مسجدا ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ رواہ الامام الاعظم فی مسندہ والامام احمد فی مسندہ وزاد لبیضھا بعد قولہ قطاۃ والشیخان والترمذی

وابن ماجه وغیرهم فی غیرها بالفاظ متقاربة مختصرا من رسالتی اعلام الساجد بصرف جلود الاضحیة الی المساجد والتفصیل والادلة فیها فلیطالعها من شاء واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

محمد ظفر الدین قادری رضوی
ملک العلماء فاضل بہاری

کتبہ عبدہ العاصی محمد ظفر الدین الرضوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فتویٰ مبارکہ آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ عیدگاہ کی تعمیر اور قبرستان کی حفاظت ونگرانی کیلئے کمیٹی بنی ہوئی ہے۔ جو امور بلا خدمات انجام دے رہی ہے اور رفاہ عام کہکر چندہ بھی وصول کرتی رہی۔ اب عیدگاہ اور قبرستان کے کام اتنے بڑھ گئے ہیں کہ وقف چندہ کی رقوم ناکافی ہے اسی لئے کمیٹی کی خواہش ہے کہ ان خدمات کو انجام دینے کیلئے بقرعید کے موقع پر چرم قربانی کو اہتمام کے ساتھ جمع کرایا جائے اور ان کی رقوم سے تعمیر عیدگاہ وحفاظت قبرستان کے کاموں کو انجام دیا جائے۔ کیا شرعی نقطہ نگاہ سے یہ صورت جائز ہے یا نہیں۔ امید کہ مدلل مفصل جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں۔

چودہری عابد حسین

الجواب

قربانی کے گوشت پوست وغیرہ کا صدقہ کرنا واجب نہیں۔ شریعت نے قربانی کے جانور میں تین جہتیں معین فرمائی ہیں۔ اکل، ادخار اور ائتجار۔ یعنی کھانا، اسکو باقی رکھتے ہوئے نفع اٹھانا اور ثواب کا کام کرنا۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کلوا وادخروا وأتجروا کھاؤ اور باقی رکھتے ہوئے نفع اٹھاؤ اور ثواب کا کام کرو۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فکلو منہا واطعموا البائس الفقیر تو انمیں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ نیز ارشاد ہے فکلوا منہا واطعموا القانع والمعتر تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ۔ ہدایہ میں ہے الجہات ثلاث الاکل والادخار لما روینا والاطعام لقولہ تعالیٰ واطعموا القانع والمعتر۔ امر کا صیغہ (یعنی اطعموا) وجوب کیلئے نہیں ہے بلکہ ندب کیلئے ہے چنانچہ تفسیرات احمدیہ میں ہے الامر فی قولہ تعالیٰ واطعموا للندب وقد صرح البیضاوی بانہ للوجوب رعایۃ لمذہبہ تو ثابت ہوا کہ قربانی کے جانور کا کوئی جز خواہ گوشت ہو یا پوست صدقہ کرنا واجب نہیں ہے۔ ولہذا جوہرہ نیرہ میں تصریح ہے کہ الصدقۃ بلحمہا بعد الذبح مستحب لیس بواجب حتی لو لم یتصدق بہ جاز۔ ذبح کے بعد قربانی کا گوشت صدقہ کرنا مستحب ہے واجب نہیں لہذا اگر صدقہ نہ کرے تو جائز ہے رد المحتار میں ہے التصدق باللحم تطوع کہ گوشت کا صدقہ کرنا مستحب ہے۔ عالمگیری میں ہے اللحم بمنزلۃ الجلد فی الصحیح گوشت و پوست کا حکم ایک ہے۔ تو جب گوشت کا صدقہ کرنا واجب

نہیں تو پوست کا صدقہ کرنا بھی واجب نہیں امام برہان الدین مرغینانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہدایہ میں فرماتے ہیں یتصدق بجلدھا لانہ جزٔ منہا کہ قربانی کے جانور کی کھال صدقہ کرے اسلئے کہ وہ قربانی کے جانور کا ایک جز ہے جو دوسرے جز یعنی گوشت کا حکم ہے وہی پوست کا حکم ہے یعنی اوسکا صدقہ کرنا مستحب ہے نہ کہ واجب۔ اون لوگوں کا فہم تعجب خیز ہے جو ہدایہ کی عبارت لانہ جزٔ منہا سے نظر بند کرکے اوسکی عبارت و یتصدق بجلدھا سے یہ سمجھتے ہیں کہ پوست قربانی کا صدقہ کرنا واجب ہے محقق علی الاطلاق بالغ مرتبہ اجتہاد امام ابن الہمام صاحب فتح القدیر علیہ رحمۃ المولی القدیر کتاب الحج باب الہدی میں ارشاد فرماتے ہیں وجملۃ الکلام فیہ ان الدماء نوعان. ما یجوز لصاحبہ الاکل منہ وھو دم المتعۃ والقران والاضحیۃ وھدی التطوع اذا بلغ محلہ وما لا یجوز وھو دم النذر والکفارات والاحصارات وکل دم یجوز لہ الاکل منہ لا یجب علیہ التصدق بہ بعد الذبح لانہ لو وجب لبطل حق الفقراء بالاکل وکل دم لا یجوز لہ ان یاکل منہ یجب علیہ التصدق بہ بعد الذبح الخ حاصل اسکا یہ کہ ذبح کے بعد قربانی کے جانور کا صدقہ واجب نہیں ہے کہ اگر اسکا صدقہ کرنا واجب ہو تو خود اپنے تصرف میں لانا جائز نہ ہوگا اسلئے کہ اسکو اپنے تصرف میں لانے سے فقراء کی حق تلفی لازم آئے گی۔ مگر خود اپنے تصرف میں اسکو لانا جائز ہے تو معلوم ہوا کہ اوسکو صدقہ کرنا واجب نہیں۔ اور یہ کون نہیں جانتا کہ جسطرح قربانی کا گوشت اپنے تصرف میں لانا جائز ہے اسکا پوست بھی اپنے تصرف میں لانا جائز ہے مثلاً اوسکا ڈول۔ مشک۔ موزہ۔ جوتا وغیرہ بنا کر خود

اپنے تصرف میں لانا یا اسکو کپڑے اور جوتے وغیرہ ایسی چیزوں سے بدل لینا جو استعمال سے باقی رہنے والی ہو جائز ہے جسکی تصریحات سے مذہب کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ تو جو پوست قربانی کا صدقہ واجب بتاتا ہے وہ تصریحات مذہب کے خلاف اگر اپنے میں ایسی جرأت نہ پائے تو اپنے قول سے رجوع کرے اور مان لے کہ پوست قربانی کا صدقہ کرنا واجب نہیں ہے بحمدہ تعالی روز روشن کیطرح واضح ہوگیا کہ قربانی کے گوشت و پوست وغیرہ کسی جز کا صدقہ کرنا واجب نہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ قربانی کے جانور سے جو قربت مقصود ہے وہ ایام مخصوصہ میں لوجہ اللہ اوسکو ذبح کرنے سے ادا ہو جاتی ہے اور قربت کی ادائیگی اوسکے کسی جز کے صدقہ کرنے پر موقوف نہیں رہتی۔ ولہذا جو جانور قربانی کی نیت سے خرید کیا گیا ہو وہ ایام مخصوصہ میں لوجہ اللہ ذبح کئے جانے سے قبل اوسکے کسی جز سے انتفاع یہاں تک کہ اوسکے گوشت سے اسکے دودھ سے اور اسکے بال سے بھی جائز نہیں کہ قربت کی نیت اوس کے ہر جز سے متعلق ہے اور ایام مخصوصہ میں لوجہ اللہ ذبح کئے جانے کے بعد اوسکے کسی جز کا صدقہ کرنا واجب نہیں اور اسکے ہر جز سے انتفاع جائز ہے۔ اب اس کے گوشت سے بھی انتفاع جائز ہے اوسکے پوست سے بھی انتفاع جائز ہے۔ عالمگیری میں ہے۔ ولو اشتری شاۃ الاضحیہ فیکرہ ان یحلبها او یجز صوفها فینتفع بہ لانہ عینها للقربۃ فلا یحل لہ الانتفاع بجزء من اجزائها قبل اقامۃ القربۃ فیها کما لا یحل لہ الانتفاع بلحمها اذا ذبحها قبل وقتها الی) واذا ذبحها فی وقتها جاز لہ ان یحلب منها و یجز صوفها و ینتفع بہ

لان القربة اقيمت بالذبح والانتفاع بعد اقامة القربة كالاكل كذا في المحيط در مختار میں ہے وكره جز صوفها قبل الذبح لينتفع به فان جزه تصدق به ولا يركبها ولا يحمل عليها شيئا ولا يوجرها فان فعل تصدق بالاجرة حاوى الفتاوى لانه التزم اقامة القربة بجميع اجزائها بخلاف ما بعده لحصول المقصود ويكره الانتفاع بلبنها قبله كما في الصوف رد المحتار میں ہے المشتراة للاضحية متعينة للقربة الى ان يقام غيرها مقامها بها ما دامت متعينة ولهذا لا يحل له لحمها اذا ذبحها قبل وقتها بدائع ۔ فتح القدیر میں ہے وكل دم يجوز الاكل منه لا يجب عليه التصدق بعد الذبح لتمام القربة ۔ رد المحتار میں ہے ولو حبس الكل جاز لان القربة في الاراقة ۔ مگر قربانی کے جانور میں شریعت نے تین جہتیں معین فرمادی ہیں ۔ اکل ۔ ادخار ۔ ائتجار ۔ اسلئے اسکے کسی جز میں کوئی ایسا تصرف جو ان تینوں جہتوں کے منافی ہو جائز نہیں ۔ لہذا قربانی کے گوشت یا پوست کو اپنے اور اپنے عیال کیلئے روپے پیسے اور نوٹ یا اور کسی ایسی چیز کے عوض بیچنا جو استعمال سے باقی رہنے والی نہ ہو ناجائز ہے کہ بیچنے سے اکل فوت ہوگا اور بدل جو حاصل ہوگا جبکہ وہ باقی رہنے والا نہیں تو ادخار بھی مفقود ہوگا اور بیچکر اپنے اور اپنے عیال کے تصرف میں لانے کی نیت ہے تو ائتجار بھی متحقق نہیں ۔ تو تینوں جہتیں جو قربانی کے جانور میں شریعت نے معین فرمائی ہیں فوت ہوگئیں ۔ اور ایسی چیز کے عوض بیچنا جو استعمال سے باقی رہنے والی ہو جائز ہے کہ بدل کیلئے مبدل کا حکم ہوتا ہے اور بدل باقی رہنے والا ہے تو ادخار مفقود نہ ہوگا ۔ یونہی

کسی نیک کام مثلاً مسجد، مدرسہ، قبرستان عیدگاہ وغیرہ میں دینے کی نیت سے روپے پیسے اور نوٹ یا کسی ایسی چیز کے عوض میں بیچنا جو باقی رہنے والی نہ ہو جائز ہے کہ اختیار حاصل ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے ویتصدق بجلدھا او یعمل منه نحو غربال وجراب ولا باس بان یشتری به ما ینتفع بعینه مع بقائه استحسانا وذلك مثل ما ذکرنا ولا یشتری به ما لا ینتفع به الا بعد الاستهلاك نحو اللحم والطعام۔ ولا یبیعه بالدراهم لینفق الدراهم علی نفسه وعیاله واللحم بمنزلة الجلد فی الصحیح حتی لا یبیعه بما لا ینتفع به الا بعد الاستهلاك ولو باعها بالدراهم لیتصدق بها جاز لانه قربة کالتصدق کذا فی التبیین وهکذا فی الهدایه والکافی رد المحتار میں ہے (قوله او یبدله بما ینتفع به باقیا) لقیامه مقام المبدل فکان الجلد قایم معنی بخلاف المستهلك

الحاصل قربانی کے گوشت و پوست کا صدقہ کرنا واجب نہیں کہ صدقات واجبہ کی طرح مصارف مخصوصہ کے علاوہ کسی اور مصرف میں اوسکا دینا جائز نہ ہو بلکہ اوسمیں تمام وہ تصرفات جائز ہیں جو شریعت کی معیّن کی ہوئی اون تین جہتوں کے منافی نہیں۔ لہذا صورت مسئولہ میں قربانی کی کھال عیدگاہ اور قبرستان کو دنیا۔ یا اوسکو کسی باقی رہنے والی چیز مثلاً اینٹ کے عوض میں بیچنا اور اس سے جو مال حاصل ہو وہ عیدگاہ اور قبرستان کو دینا یا کسی نیک کام میں لگا نیکی نیت سے اوسکو روپے پیسے نوٹ یا اور کسی ایسی چیز کے عوض جو باقی رہنے والی نہ ہو بیچنا اور اسکی قیمت عیدگاہ و قبرستان کو دنیا البتہ جائز و روا ہے۔ ہاں اپنے اور اپنے عیال کیلئے روپے پیسے اور نوٹ یا کسی ایسی چیز کے عوض جو استعمال

سے باقی رہنے والی نہ ہو بیچنا ناجائز و معصیت ہے کہ یہ شریعت کی معین کی ہوئی اون تینوں جہتوں سے مخالف ہے لہٰذا اس صورت میں بیچنے سے جو مال حاصل ہوگا خبیث ہوگا۔ اور مال خبیث کا صدقہ واجب ففی رد المحتار عن النہایہ سبیل الکسب الخبیث التصدق اذ التعذر الرد علی صاحبہ لہٰذا اوسی صورت میں بیچکر جو مال حاصل ہوگا اوسکو صدقہ کرنا واجب ہوگا اور صدقات واجبہ کے مصارف مخصوصہ کے علاوہ کسی اور کو دینا جائز نہ ہوگا۔ نہ مسجد میں دینا جائز ہوگا نہ مدرسہ میں دینا جائز ہوگا نہ کسی اور کار خیر میں لگانا جائز ہوگا۔ شامی میں ہے (قولہ ای مصرف الزکاۃ والعشر) وھو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبۃ کما فی القہستانی (**تنبیہ**) بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ روپے پیسے اور نوٹ وغیرہ کے عوض قربانی کی کھال بیچنا خواہ اپنے عیال کیلئے ہو یا کسی نیک کام میں دینے کیلئے بہر حال ناجائز ہے اور اوسکی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اور مسجد، عیدگاہ۔ قبرستان۔ وغیرہ کیلئے دینا ناجائز ہے۔ اور اپنے دعوی کے ثبوت میں ہدایہ کی یہ عبارت پیش کرتے ہیں ولا یشتری بہ مالا ینتفع بہ الا بعد استہلاکہ اعتبارا بالبیع بالدراہم ۔ والمعنی فیہ انہ تصرف علی قصد التمول واللحم بمنزلۃ الجلد فی الصحیح ولو باع الجلد او اللحم بالدراہم او بما لا ینتفع بہ الا بعد استہلاک ۔ تصدق بثمنہ الخ مگر ہدایہ کی اسی عبارت سے اونکا دعوی ثابت نہیں ہوتا بلکہ اونکے دعوی کے خلاف حکم ثابت ہوتا ہے۔ ذیل میں ہدایہ کی عبارت منقولہ کی توضیح کی جاتی ہے اہل علم سے عرض ہے کہ نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیں اور حق

پائیں تو قبول کرنے میں دریغ نہ کریں۔ صاحب ہدایہ نے پہلے تو یہ حکم بیان کیا کہ ولا یشتری بہ مالا ینتفع بہ الا بعد استہلاکہ کھال کے عوض کوئی ایسی چیز نہ خریدے جو استعمال سے باقی رہنے والی نہ ہو پھر یہ حکم بیع بالدراہم پر قیاس کیا چنانچہ اسکی تصریح ان الفاظ میں کی اعتبارا بالبیع بالدراہم اہل علم جانتے ہیں کہ قیاس صحیح ہونیکے لئے ایک ایسی علت شرط ہے جو مقیس اور مقیس علیہ دونوں میں پائی جائے اسلئے صاحب ہدایہ نے اسکو اپنی اس عبارت میں بیان کیا والمعنی فیہ انہ تصرف علی قصد التمول کہ اسکے جائز نہ ہونیکی علت مشترکہ وہ تصرف ہے بقصد تمول ہو۔ اہل علم جانتے ہیں کہ علت پائی جانیسے حکم پایا جاتا ہے اور جب علت نہ پائی جائے تو حکم بھی نہیں پایا جاتا۔ تو ہدایہ کی عبارت کا صاف مطلب یہ ہوا کہ کھال کو درہم کے عوض یا اور کسی ایسی چیز کے عوض جو استعمال سے باقی رہنے والی نہ ہو بیچنا اوسوقت ناجائز ہے جبکہ بیچنے سے تمول کا قصد ہو۔ اور جب تمول کا قصد نہ ہو تو نہ درہم کے عوض بیچنا ناجائز نہ اور کسی ایسی چیز کے عوض بیچنا ناجائز جو استعمال سے باقی رہنے والی نہ ہو۔ اب رہے تمول کے معنی کہ تمول سے کیا مراد ہے۔ صاحب ہدایہ نے اسکو بیان نہیں کیا مگر اہل فہم پر ظاہر ہے کہ جب شریعت نے اکل وادخار و انتجار ان تینوں جہتوں کو جائز قرار دیا اور صاحب ہدایہ تمول کو ناجائز بتا رہے ہیں تو یقیناً صاحب ہدایہ کے نزدیک

——— تمول ان تینوں سے علیحدہ کسی چیز کا نام ہے۔ چنانچہ بنایہ شرح ہدایہ میں فرمایا وہو قد خرج عن جہۃ التمول کافی وکفایہ میں فرمایا معنی التمول سقط عن الاضحیۃ کہ قربانی کا جانور جہت تمول سے خارج ہے۔ اور جہت تمول قربانی کے جانور سے ساقط ہے اور جب اون تینوں جہتوں (اکل، ادخار، انتجار) کے منافی کسی جہت کا نام تمول ہے۔ اور وہ جہت نہیں مگر اپنے اور اپنے عیال

کیلئے کسی ایسی چیز کے عوض بیچنا جو استعمال سے باقی رہنے والی نہ ہو (جسکی تفصیل اوپر گذری) تو ہدایہ کی عبارت کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ کھال کو دراہم کے عوض یا اور کسی ایسی چیز کے عوض جو استعمال سے باقی رہنے والی نہ ہو اپنے اور اپنے عیال کیلئے بیچنا ناجائز ہے اور جب اپنے اور اپنے عیال کے لئے نہ بیچے تو جائز۔ ہدایہ کی عبارت کا مطلب ادنی غور وفکر سے یہی نکلتا ہے جو ہم نے بیان کیا مگر کوئی معاند اپنے عناد سے ہدایہ کی عبارت کا یہ مطلب غلط بتائے تو اوسکے جواب میں بس اتنا کہدینا کافی ہے کہ ہندوستان کے مشاہیر علما جنہوں نے فتاوی عالمگیری تالیف فرمایا ہے اون سب نے بھی ہدایہ کی عبارت کا یہی مطلب سمجھا اور بیان بھی کیا ہے ملاحظہ ہو فتاوی عالمگیری کی عبارت جو ہم نے اوپر نقل کی اوسمیں پہلے یہ لکھا کہ کھال کو دراہم کے عوض اپنے اور اپنے عیال کیلئے نہ بیچے پھر لکھا کہ اگر کھال کو دراہم کے عوض صدقہ کرنے کی نیت سے بیچے تو جائز ہے کہ یہ قربت ہے پھر یہ لکھا کہ اسی طرح تبیین میں ہے اور اسی طرح ہدایہ وکافی میں بھی ہے۔ اب تو باور ہوگا کہ ہدایہ کی عبارت کا مطلب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ اب ہدایہ کی بقیہ عبارت کی توضیح بھی ملاحظہ ہو۔ صاحب ہدایہ نے لکھا کہ واللحم بمنزلۃ الجلد فی الصحیح اور صحیح یہ ہے کہ گوشت و پوست کا ایک ہی حکم ہے جب صاحب ہدایہ یہ بتا چکے ہیں کہ قربانی کے گوشت اور پوست کو اپنے اور اپنے عیال کیلئے دراہم یا اور کسی چیز کے عوض جو استعمال سے باقی رہنے والی نہو بیچنا ناجائز ہے تو ایک سوال یہ پیدا ہوا کہ اگر کوئی اپنے اور اپنے عیال کیلئے قربانی کا گوشت اور پوست بیچ لے تو اسکی اسکی قیمت کا کیا کرے۔ صاحب ہدایہ نے اوسکا جواب اپنی اس عبارت میں دیا۔

ولو باع الجلد او اللحم بالدراهم او بما لا ینتفع به الا بعد استهلاکه

تصدق بثمنہ اگر قربانی کی کھال یا اوسکا گوشت درہم یا اور کسی ایسی چیز کے عوض بیچا جو استعمال سے باقی رہنے والی نہیں تو اوسکی قیمت صدقہ کرے۔ اہل علم پر روشن ہے کہ سوال میں جو قیود ملحوظ ہوتے ہیں جواب میں بھی وہ تمام قیود ملحوظ ہوتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ یہ حکم کہ "قیمت کو صدقہ کرے" اوسی صورت کے ساتھ خاص ہے کہ جس صورت میں اوسکا بیچنا ناجائز ہے یعنی جب اپنے اور اپنے عیال کیلئے بیچے تو اسکی قیمت صدقہ کرے ورنہ صدقہ کرنا واجب نہیں۔ و لہذا کافی وکفایہ وبنایہ وغیرہا میں ہے (واللفظ للبنایۃ) المعنی فی عدم اشتراء ما لا ینتفع بہ الا بعد استہلاکہ انہ تصرف علی قصد التمول وھو قد خرج عن جہتہ التمول فاذا تمولہ بالبیع وجب التصدق لان ھذا الثمن حصل بفعل مکروہ فیکون خبیثا فیجب التصدق کہ کھال کے عوض ایسی چیز جو استعمال سے باقی رہنے والی نہ ہو خریدنے کی ممانعت کی علت وہ تصرف ہے جو بقصد تمول ہو۔ اور چونکہ قربانی جہت تمول سے خارج ہے اسلئے بیچکر جب اوس سے تمول کیا تو صدقہ کرنا واجب ہوا اسلئے کہ اس صورت میں قیمت فعل مکروہ سے حاصل ہوئی تو وہ قیمت خبیث ہوئی جس کا تصدق واجب۔ کیسی کھلی تصریح ہے کہ قیمت کے تصدق کے وجوب کی علت بیع ناجائز سے قیمت کا حاصل ہونا ہے تو معلوم ہوا کہ قیمت کو صدقہ کرنا اوسی صورت میں واجب ہے جبکہ بیع ناجائز ہو یعنی جب اپنے اور اپنے عیال کیلئے دراہم یا اور کسی چیز کے عوض بیچے جو استعمال سے باقی رہنے والی نہ ہو تو صدقہ کرنا واجب ہے ورنہ نہیں بلکہ صاحب ہدایہ کا ارشاد کہ وقولہ علیہ السلام من باع جلد اضحیتہ فلا اضحیۃ لہ یفید کراھۃ البیع دلیل روشن

ہے کہ قیمت کو صدقہ کرنا اوسی صورت میں واجب ہے کہ جب بیع مکروہ سے قیمت حاصل ہوئی ہو۔ صاحب درمختار نے اسکو بہت واضح کر دیا ہے درمختار کی عبارت ملاحظہ ہو۔ فان بیع اللحم او الجلد به ای بمستهلك او بدراهم تصدق بثمنه ومفاده صحة البیع مع الکراهة یعنی اگر قربانی کا گوشت اور پوست ایسی چیز کے عوض جو استعمال سے باقی رہنے والی نہ ہو یا دراہم کے عوض بیچا جائے تو اوسکی قیمت صدقہ کرے اس سے یہ مستفاد ہوا کہ بیع کراہت کیساتھ صحیح ہے۔ کیسی کھلی تصریح ہے کہ قیمت صدقہ کرنے کا حکم بیع کراہت کو مستلزم ہے تو قیمت کو صدقہ کرنے کا حکم یقیناً اوسی صورت میں ہے کہ بیع مکروہ ہو۔ بحمدہ تعالیٰ ثابت ہو گیا کہ کسی نیک کام میں دینے کی نیت سے قربانی کے گوشت اور پوست کو روپے پیسے اور نوٹ وغیرہ کے عوض بیچنے کا عدم جواز اور اسکی قیمت کو صدقہ کرنے کا وجوب ہرگز ہدایہ سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ ہدایہ سے اسکے خلاف ہی حکم مستفاد ہوتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ قربانی کی کھال روپے پیسے، نوٹ وغیرہ سے بیچنا کسی نیک کام میں دینے کی نیت سے ناجائز نہیں اور نہ اوسکی قیمت کا صدقہ کرنا واجب کہ صدقات واجبہ کی طرح مصارف مخصوصہ کے علاوہ کسی نیک کام میں دینا جائز نہ ہو۔ اور بھلا کوئی یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ اوسکی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے جبکہ یہ معلوم ہے کہ قربانی کا گوشت اور پوست صدقہ کرنا واجب نہیں تو کسی نیک کام میں دینے کی نیت سے بیچنے کے سبب کی ایسی علت پیدا ہو گئی کہ اوسکی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہو۔ هذا ومن شاء الاطلا علی ازید من هذا فعلیه بالصافیة الموجبة للامام اهل السنة مجدد الدی والملة سیدی ومرشدی اعلیٰحضرت قدس سره وماذکرنا اقتباس منه

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

محمد افضل حسین غفرلہٗ
مجیب
مفتی دار العلوم مظہر اسلام
بریلی ۱۰ ر صفر سنہ ۱۳۸۲ھ

مہر شریف

فتویٰ مبارکہ حضرت مولٰنا محمد ابراہیم صاحب یاسینی قبلہ مدظلہم العالی

مفتی اعظم سندھ

ما قولکم ایھا العلماء فی ھذہ المسئلہ ھل یجوز صرف جلود الاضحیۃ فی تعمیر المساجد والمدارس الدینیہ ام لا بینوا بالکتاب وتوجروا

المستفتی :۔ قاضی محمد ن المدعو بصدر الدین فہیم الواحدی

الجواب

بعون اللہ العزیز الوھاب ان جلود الاضاحی یجوز صرفھا فی تعمیر المساجد والمدارس الدینیۃ فان الممنوع فیھا التصرف بقصد التمول والانفاق علی نفس المضحی وعیالہ کما قال فی مجمع الانھر ولا یبیعہ بالدراھم لینفق الدراھم علی نفسہ وعیالہ والمعنی انہ لا یتصرف علی قصد التمول اھ وفی تکملۃ البحر الرائق ویتصدق بجلدھا او یعمل منہ غربال ولا یبیعہ بالدراھم لینفق الدراھم علی نفسہ وعیالہ والمعنی انہ لا یتصرف علی قصد التمول اھ فاذا لم یتصرف فی الجلود لقصد التمول بل لسبیل التصدق علی المساجد والمدارس الدینیہ تکون جائزا بل مستحبا ومستحسنا۔ ھذا ھو حکم الشریعۃ الغراء والعلم عند اللہ تعالیٰ ذی العزۃ والعظمۃ والکبریاء

مہر شریف

حررہ الفقیر محمد ابراہیم الیاسی عفا عنہ اللہ الغنی

ترجمہ سوال

اے علمائے کرام آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ قربانی کی کھالوں کا تعمیر مساجد ومدارس دینیہ میں صرف جائز ہے یا نہیں۔ کتاب سے بیان کرو اور اجر پاؤ۔

المستفتی :- قاضی محمد المدعو لصدر الدین فہیم الواحدی

ترجمہ فتویٰ مبارکہ

الجواب :- اللہ عزیز وہاب کی مدد سے بیشک قربانیوں کی کھالوں کا تعمیر مساجد ومدارس میں صرف کرنا جائز ہے کہ ممنوع تو اسمیں وہ تصرف ہے جو بقصد تمول ہو یا قربانی کرنے والے کی ذات یا اوسکے عیال پر خرچ کرنے کیلئے ہو جیسا کہ مجمع الانہر میں فرمایا اور نہ بیچے اسکو (یعنی کھال کو) درہموں کے بدلے تاکہ وہ درہم اپنی ذات یا اپنے عیال پر خرچ کرے اور معنی اسکے یہ ہیں کہ تمول کے قصد سے تصرف نہ کرے انتہی اور تکملہ بحر الرائق میں ہے کہ اوسکی کھال تصدق کرے یا اسکی چھلنی بنالی جائے اور اسکو درہموں کے عوض نہ فروخت کرے کہ وہ درہم اپنی ذات یا اپنے عیال پر صرف کرے اور اسکے معنی یہ ہیں کہ تمول کی غرض سے تصرف نہ کرے انتہی تو جب کھالوں میں تمول کی غرض سے تصرف نہ کیا بلکہ مساجد و مدارس دینیہ پر تصدق کرنے کی راہ سے تصرف ——— کیا تو جائز بلکہ مستحب ومستحسن ہوگا۔ یہ ہے شریعت غرا کا حکم اور علم اللہ تعالیٰ عزت وعظمت وکبریائی کے مالک کے حضور ہے۔ لکھا اوسکو فقیر محمد ابراہیم یاسینی نے اللہ بے پرواہ اوسے بخشے

(اور اونکی برکات سے دنیا کو مستفیض فرمائے)

قطعہ تاریخ

از رشحات فیض حضرت مولانا سید محمد علی صاحب فیض رضوی قادری حامدی
الوری مدظلہم العالی

جلد ضخیمہ میں میرے دوست نے
خوب لکھی ہے کتاب لاجواب
چھپ رہی ہے آج از فضل خدا
مطبع محبوب میں باآب وتاب
فیض تھا تاریخ کا مجھکو خیال
کہدیا ہاتف نے ۔ خوشش آمد کتاب
۷۴ ھ ۱۳

قطعۂ تاریخ (در صنعتِ تخرجہ)

نتیجۂ فکر عندلیبِ باغِ طیبہ شاعرِ ماہ طیبہ حضرت سیّد محمد مرغوب صاحب اختر الحامدی

(ادیب فاضل) امریکن ریلوے کوارٹرز حیدرآباد

مرحبا مرحبا جزاک اللہ! اس رسالہ کو کیا جناب کہوں
ہے یہ خوشبوئے گلشنِ رضوی گل ایماں کی جس کو آب کہوں
ماہتاب رضا کی ہے تصنیف کیوں نہ میں اس کو آفتاب کہوں
دل یہ کہتا ہے تخرجہ میں آج ایک تاریخ لاجواب کہوں
سرِ اعدا اڑا کے اے اخترؔ
قہر بر دشمنان کتاب کہوں

۷۵ ۱۳
۱-
۷۴ ھ ۱۳

ایضاً منہ

مُئلے اسطرح ہیں بالترتیب! قلب سے ارتباط روح کہیں
ہیں جسکو سرور ایماں کا یا جسے انبساط روح کہیں
آج اخترؔ بصد ادب تاریخ آپ۔ یُمن نشاط روح۔ کہیں

۷۰۰ ۴۷ ۶
+ ۰۰ ۷
۴۷ ھ ۱۳

(نوٹ) ادب کے اعداد سات ہیں اور اسے سَو بار کہنے سے ۷۰۰ ہوتے ہیں ان اعداد کو "یمن نشا
ہے جسکے عدد ۶۴۷ ہیں ملانے سے ۱۳۴۷ھ کا ظہور ہوتا ہے۔

(محبوب پریس حیدرآباد پاکستان)

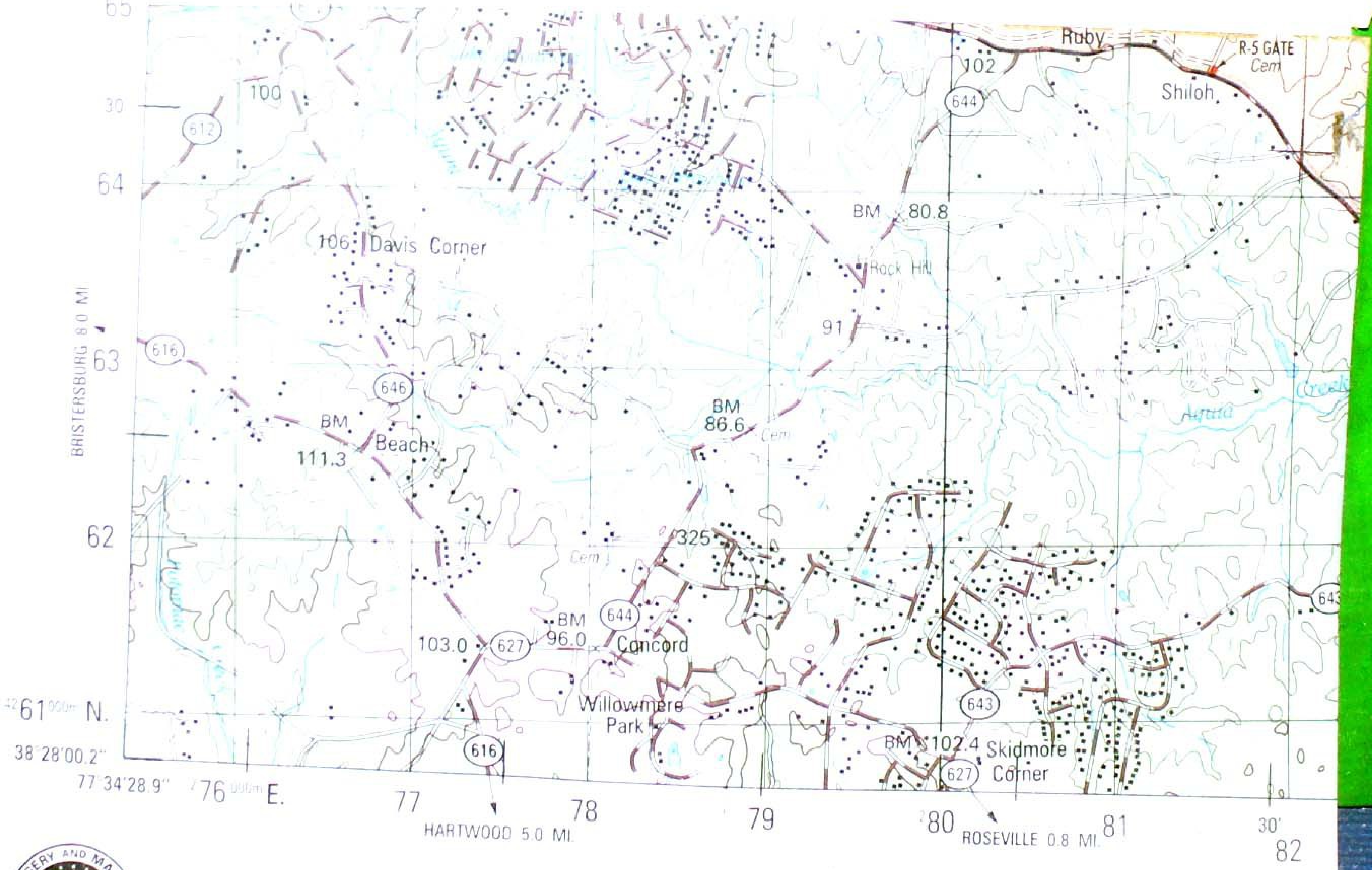
Ruby
R-5 GATE
Cem
Shiloh
102
644
100
612
30
64
65
63
62
BM 80.8
Rock Hill
106 Davis Corner
91
616
646
BM 86.6
Cem
BM
Beach
111.3
Aquia
Creek
325
Cem
BM 96.0
644
103.0
627
Concord
643
Willowmere Park
BM 102.4 Skidmore Corner
627
616
BRISTERSBURG 8.0 MI.
4261000m N.
38°28'00.2"
77°34'28.9"
276000m E.
77
78
79
80
81
82
30'
HARTWOOD 5.0 MI.
ROSEVILLE 0.8 MI.

Prepared and published by the National Imagery and Mapping Agen

147

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

اِس مسئلہ کا بیّن ثبوت

کہ قربانی کی کھالیں تعمیر مساجد اور دیگر مصارف مساجد کیلئے دینا جائز ہے

الفیوضات الحامدیہ

فی

تعمیرِ المساجد بجلود الاضحیہ

تصنیف

حضرت مولانا مفتی سیّد محمد ریاض الحسن صاحب جودھپوری

خطیب

جامع مسجد اہل سنت وجماعت امریکن ریلوے ورکشاپ حیدرآباد سندھ

الناشر:- قاضی محمد المدعو بہ صدر الدین فہیم الواحدی جے پوری